ضیاءُ النّور

ترجمہ مکتوباتِ حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ

روضہ حضرت شیخ نور قطب العالم علیہ الرحمہ (مالدہ، مغربی بنگال)

مترجم

مولانا محمد طیب الدین اشرفی ۔ سربیلہ

ضیاءُ النُّور

ترجمہ مکتوباتِ حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مولانا محمد طبیب الدین اشرفی۔سربیلہ

نام کتاب: ضیاء النور

مصنف: حضرت شیخ نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: مولانا محمد طبیب الدین اشرفی

سنہ اشاعت: ۱۴۳۶ھ/ ۲۰۱۵ء

زیر اہتمام: محمد ساجد قادری

فہرست مضامین

شرفِ انتساب

میں اپنی اس کوشش کو حضور غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ اور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے نام، جن کے فیضان وکرم نے علمِ تصوف، حقائق و عرفان کے اکتساب کے اسباب وذرائع پیدا فرمائے۔

مولانا محمد طبیب الدین اشرفی

کرلیا تو حاکم ملتان نے حضرت شیخ زکریا ملتانی کی بارگاہ میں حاضر ہوکر دست بستہ درخواست کی: حضور! تاتاری لشکر ملتان کا محاصرہ کرچکا ہے اور ہماری طاقت اس سے مقابلہ کی نہیں ہے۔ اب آپ ہی یہاں کے مسلمانوں کی جان بچائیں۔ اُس وقت حضرت شیخ کی خانقاہ میں ایک نورانی شکل نوجوان مہمان تھے، شیخ نے اُن کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تمہاری مصیبتوں کا مداوا یہ نوجوان کرے گا۔ وہ نوجوان حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تھے، جو اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ملاقات کے لیے اجمیر جارہے تھے۔ چنانچہ حضرت شیخ زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے اشارے سے حاکمِ ملتان کے ساتھ قلعہ کی فصیل پر تشریف لائے اور تاتاری لشکر کا جائزہ لیا، جو حدِ نگاہ تک ملتان کا محاصرہ کرکے پھیلا ہوا تھا۔ آپ نے حاکم ملتان سے ایک تیر طلب کیا۔ حاکم نے ترکش سے ایک تیر نکال کردیا۔ آپ نے اُسے اُلٹ پلٹ کر دیکھا پھر حاکم سے فرمایا: یہ تیر لشکر کی جانب چلادو۔ حسب الحکم حاکم نے تیر کمان پر رکھ کر چلادیا۔ تیر لشکر پر گرنے کے بعد ہی اچانک تاریکی چھاگئی۔ ایسی تاریکی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دے رہا تھا اور پھر ایسا خطرناک طوفان اُٹھا جس نے تاتاری لشکر کو تہہ و بالا کردیا۔ جب طوفان رُکا تو ملتان کی سرزمین پر دور، دور تک تاتاریوں کا پتہ نہیں تھا۔ اس طرح وہاں کے مسلمانوں کو ان بدبختوں سے نجات ملی۔ ایسی خوں چکاں داستان ملک بنگال کی ہے کہ حضرت نور قطب عالم پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں جب بنگال میں مسلمانوں کا سیاسی زوال شروع ہوا (جیسا کہ حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب نہم میں اس کا اظہار کیا ہے) اور وہاں کے مسلمانوں پر طاغوتی طاقتوں کے مظالم حد سے فزوں تر ہوگئے۔ تو حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے حضرت شیخ انور علیہ الرحمہ نے اپنے والد بزرگوار کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ تعجب ہے کہ قطب وقت کے ہوتے ہوئے بنگال کے مسلمانوں کو ظلم سے نجات نہیں ملی۔ انھیں امان نصیب نہیں ہوا۔ تو حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: فرزند! بنگال کے مسلمانوں کو تمہارے خون سے امان ملے گی۔ ظلم سے نجات

پائیں گے۔ چنانچہ جنگ ہوئی، حضرت شیخ انور کی شہادت کے بعد راجہ کنس رائے مارا گیا اور شاہ جلال الدین کی حکومت بنگال میں قائم ہوئی اور مسلمانوں کو امان نصیب ہوا۔ بنگال پر ابرِ رحمت سایہ فگن ہوگیا۔

آج مادّی طاغوتی طاقتیں پورے عالمِ اسلام پر چھائی ہوئی ہیں اور استعماری طاقتیں سر جوڑ کر اس فکر میں پورا زور لگائے ہوئے ہیں کہ روحانی مذہبی اسلام اب اُبھرنے نہ پائے اور مسلمانوں کے سینے میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع فروزاں جو بجھ گئی ہے، اب دوبارہ روشن نہ ہونے پائے۔ استعماری طاقتوں نے اپنی پوری توانائی اس میں جھونک دی ہے ؎

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا — روحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو
فکرِ عرب کو دے کر فرنگی تخیلات — اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

عرب دنیا کے حالات جو کچھ ہیں، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

آج جب ہم خانقاہ و مدارس کا جائزہ لیتے ہیں تو زبان بے اختیار پکار اُٹھتی ہے ؎

اُٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غمناک — نہ زندگی نہ محبت نہ معرفت نہ نگاہ

ہمارے مدارس و خانقاہیں ویران ہیں، روحانیت کی ذرا بھی رمق باقی نہیں۔ صیہونی طاقتیں روئے زمین سے اسلام کا نام و نشان مٹانے میں لگی ہوئی ہیں اور عالمِ اسلام خاموش تماشائی بنا ہوا ہے۔ ان کے اندر اتنا دَم نہیں ہے کہ مٹھی بھر صیہونی طاقتوں کا مقابلہ کرسکیں۔ مقابلہ تو درکنار مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر آواز اُٹھانے کی بھی ہمت اپنے اندر نہیں پارہے ہیں۔

آج پھر اسی روحانی و مذہبی شخصیت جن کے سینے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منور و روشن ہیں، کی عالمِ اسلام کو ضرورت ہے جن کی نورِ حق سے منور قلب و نگاہ مسلمانوں کے قلب و ذہن میں انقلاب پیدا کردے اور ان کے اندازِ فکر کو بدل ڈالے۔ مسلمانوں میں مذہبی ذہن رکھنے والا ایک طبقے کا حال یہ ہے کہ اسلام بحیثیت نظامِ حیات سمجھ کر قبول کرلیا، لیکن حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت و تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہی جو کمالِ ایمان اور محبتِ رسول ہے اور آپ کی ستودہ صفات ذات سے قلبی لگاؤ جسے عشق و محبت سے تعبیر کیا جاتا ہے اِسے یہ طبقہ بھی

مقصودِ ایمان اور تعلیمِ اسلام تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ اسے وہ شخصیت پرستی کا جاہلانہ تصور کرتا ہے۔ تو مسلمانوں کا وہ طبقہ جو مغربی ذہن وفکر ہی کو کمالِ انسانیت تصور کرتا ہے، اس کا کیا حال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضور سید عالم ﷺ کے طفیل ہمیں دین حق پر ثابت قدم رکھے اور نئی نسلوں کو دین حق کی صحیح معرفت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی ست

آج کے اس پُرآشوب و پرفتن دَور میں نئی نسل پر خاص توجہ کی ضرورت ہے، جسے صحیح دین حق سے متعارف کرایا جائے۔ اور ان کے اندر دین سے لگاؤ اور جذبۂ صادق پیدا کیا جائے۔ اور یہ اُسی وقت ہو سکتا ہے جب انھیں بیک وقت مدرسہ وخانقاہ دونوں سے لگاؤ ہو اور دونوں جگہوں میں صحیح ماحول بھی ہو، تاکہ ان پر صادق وصحیح اثر مرتب ہو۔ کیوں کہ مدارس امروز فردا علاقائی اور قومی عصبیت کے گھیرے میں ہیں اور خانقاہیں سلسلے کی عصبیت میں محصور ہیں۔ اور دونوں جگہوں میں دنیا غالب ہے۔ فرمایا حضرت حافظ شیرازی رحمہ نے

سرائے مدرسہ وبحثِ علم وطاق ورواق
چہ سود دلِ دانا و چشمِ بینا نیست

بعض ایسے ادارے ہیں جہاں اگر اس کی جانب توجہ دی جائے تو اُمید ہے کہ ایسے افراد پیدا ہوں جن سے دین کا صحیح کام انجام پائے اور لوگوں میں دین حق کے تعلق سے صحیح بیداری پیدا ہو اور ان کے اندر انقلاب آجائے اور مسلم معاشرے میں ایمانی حقائق اور روحانی اقدار پیدا ہو۔

اللہ تعالیٰ سید عالم ﷺ کے صدقے ہماری اس کوشش کو مقبول فرمائے اور ذریعۂ نجات کردے۔ آمین

خادم سرکار اشرفی
محمد طیب الدین اشرفی

مختصر حالاتِ زندگی

حضرت شیخ احمد نور قطب عالم چشتی پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۷۲۲ھ　　وصال: ۸۳۰ھ

مصنف ”رفیق العارفین“ حضرت خواجہ حسام الدین چشتی مانک پوری رحمۃ اللہ علیہ رفیق العارفین میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا شاہ علاء الحق والدین گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام عمر تھا اور لقب علاء الحق والدین تھا۔ حضرت مولانا شاہ علاء الحق والدین گنج نبات قدس سرہٗ العزیز کا دنیا سے بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ اُبلے ہوئے چاول اور دال کے سوا کبھی کچھ تناول نہیں فرمایا۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر آپ کے دسترخوان پر گوشت نظر آتا تھا۔ نہایت معمولی اور سادہ لباس زیب تن فرماتے۔ یہی پوری زندگی آپ کا معمول رہا۔ کچھ لوگوں نے آپ کے دو قیمتی باغوں پر قبضہ کر لیا لیکن آپ نے اس کی جانب کوئی توجہ نہیں کی، حالانکہ بنگال کا حکمراں وفرماں روا آپ کا مرید ومعتقد تھا۔

آپ کے لنگر خانے میں روزانہ پچاس گائیں ذبح کی جاتی تھیں۔ کچھ لوگوں نے آپ کے لنگر خانے کا حال بنگال کے حکمراں سکندر سے جاکر بتایا اور ریشہ دوانیاں کرنے لگے۔ سکندر کو لنگر خانہ کا حال سُن کر رشک ہونے لگا لیکن اُسے کچھ کر گزرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ اس لیے کہ عوام اور فوج حضرت شیخ علاء الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ کے بے پناہ عقیدت مند تھے۔ بالآخر سکندر نے حضرت شیخ کو کہلا بھیجا کہ آپ پنڈوا چھوڑ کر سنار گاؤں[1] چلے جائیں۔ چنانچہ آپ پنڈوا سے سنار گاؤں منتقل ہو گئے۔ اور وہاں جاکر لنگر خانہ کا خرچ دوگنا کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سنار گاؤں کی رونق بہت زیادہ بڑھ گئی۔ ہر طرف چہل پہل نظر

[1] سنار گاؤں مسلمانوں کے عہد حکومت میں مشرقی بنگال کا دارالحکومت تھا۔ اب ویران ہے اور ایک گاؤں کی شکل میں ڈھاکہ ضلع میں شامل ہے۔

آنے لگا۔ اور پنڈوا ویران ہوگیا۔ اسی سال بنگال میں قحط پڑا اور ہزاروں آدمی لقمۂ اجل
ہوگئے۔ تاریخی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اشیا کی گرانی بہت بڑھ گئی۔ ایک تنکہ (روپیہ)
میں دس سیر چاول ملتا تھا اور پانچ تنکے (روپے) میں گائے ملتی تھی۔ اس کے باوجود آپ کے
لنگر خانہ میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ بلکہ ایامِ قحط میں ڈیڑھ سو گائیں ذبح ہونے لگیں۔ لنگر خانہ کا
خرچ دوگنا ہوگیا۔ سلطان قحط کے سبب بہت پریشان ہوگیا اور اپنے فعل پر بہت زیادہ شرمندہ
و پشیمان ہوا اور حضرت شیخ سے معافی چاہی اور پنڈوا واپس تشریف لانے کی درخواست کی۔
لیکن آپ نے منظور نہیں کیا اور فرمایا: ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں۔ سلطان کے
انتقال کے بعد پھر آپ پنڈوا واپس تشریف لائے۔

حضرت شیخ احمد نور کی پیدائش کی بشارت اور پانی کا شیریں ہوجانا:

حضرت شیخ احمد نور کی سنِ ولادت ۷۲۲ھ ہے۔ تذکرۃ الاولیاء بنگال میں ہے کہ
حضرت نور الحق رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے چند ماہ پیش تر حضرت مولانا شاہ علاء الحق
والدین رحمۃ اللہ علیہ کے خواب میں سید عالم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: علاء الدین
تمہارے گھر ایک ایسا فرزند پیدا ہونے والا ہے جس سے خلیج بنگال کے دونوں جانب اسلام
کی روشنی پھیلے گی۔ اس کا نام میرے نام پر رکھنا۔ اور اس کی تربیت پر خاص توجہ دینا۔ تاریخی
روایت ہے کہ جس وقت حضرت شیخ علاء الحق رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت نور الحق کی پیدائش کی
بشارت ملی تھی، اُس وقت پنڈوا اور اطرافِ پنڈوا کا پانی تلخ تھا۔ لوگ کئی میل دور سے پینے کا
پانی لایا کرتے تھے۔ سید عالم ﷺ کی بشارت و خواب میں آمد کے بعد پنڈوا اور اس کے
اطراف کا پانی شیریں ہوگیا۔ تو حضرت شیخ علاء الحق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ ہمارے آقا کا
معجزہ ہے کہ خواب میں بھی تشریف لائیں تو وجودِ مبارک کی شیرینی چھوڑ جاتے ہیں۔

حضرت شیخ نور الحق کی تعلیم وتربیت:

حضرت نور الحق رحمۃ اللہ جب چار سال چار ماہ چار دن کے ہوئے تو آپ کی مکتب
کشائی حضرت مولانا شاہ علاء الحق رحمۃ اللہ علیہ نے کرائی۔ اور آپ کی تعلیم وتربیت پر خاص

توجہ فرمانے لگے۔ دس ۱۰ سال کی عمر میں حضرت نور الحق نے جب قرآنِ کریم حفظ کرلیا، اسی
کے ساتھ روحانی تربیت کا سلسلہ جاری رہا کہ آپ پر جذب دروں کی کیفیت طاری ہونے لگی
کہ جس سورۃ کی تلاوت کرتے اس سورۃ کے انوار اور نزولِ وحی کے مناظر سامنے آجاتے۔
بعض اوقات یہ حالت ہوجاتی محسوس ہونے لگتا کہ سینہ شق ہوجائے گا۔ چنانچہ حضرت نور الحق
فرماتے ہیں کہ اگر یہ کیفیت چند دنوں اور رہتی تو میرا سینہ شق ہوجاتا۔ لیکن مرشد گرامی حضرت
مولانا شاہ علاء الحق قدس سرہٗ نے اس کیفیت کو اعتدال پر لانے کے لیے تعلیم کے ساتھ مجاہدہ
پر لگادیا۔

مجاہدہ وریاضت اور خرقۂ خلافت:

حضرت شیخ علاء الحق قدس سرہٗ نے آپ کے ذمے لنگر خانے کے لیے جنگل سے
لکڑیاں کاٹ کر لانا مقرر فرمایا۔ چنانچہ اس کے بعد سے آپ مسلسل آٹھ سال تک جنگل سے
لکڑیاں کاٹ کر اس کا گٹھر سر پر رکھ کر لاتے رہے۔ آپ کے بڑے بھائی حضرت شیخ اعظم کو
یہ کام پسند نہیں تھا، جب سامنا ہوتا تو یہ فرماتے کہ والد بزرگوار نے آپ کی زندگی برباد کردی۔
ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت نور الحق سر پر لکڑیوں کا گٹھر لیے آرہے تھے اور آپ کے
بڑے بھائی حضرت شیخ اعظم گھوڑے پر سوار سامنے سے آرہے تھے۔ بھائی نے دیکھ کر وہی
جملہ دوہرایا۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ آپ کے ہاتھوں میں گھوڑے کی طناب کی
گرفت ہے اور میں زمین کی طنابوں کو گرفت میں لینے کی تیاری کررہا ہوں۔ یہ کہتے ہوئے
گذر گئے۔ دوسرے دن کا واقعہ ہے کہ آپ لکڑیاں کاٹ کر سر پر لیے آرہے تھے اور
حضرت شیخ اعظمؒ حضرت شیخ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ لکڑی کا
گٹھر دیکھ کر آپ کے بھائی کبیدہ خاطر ہوئے۔ حضرت شیخ نے اس کبیدگی کو جان لیا۔ نظر اُٹھا
کر دیکھا تو لکڑی کا گٹھر حضرت نور الحق رحمۃ اللہ علیہ کے سر سے تقریباً تین فٹ کی اونچائی پر
تھا۔ حضرت نور الحق لکڑی کا گٹھر لنگر خانہ میں ڈال کر حضرت شیخ علاء الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ
کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا: کل سے آپ کنواں پر جائیں

اور وہاں ضعیف و ناتواں عورتیں جو پانی لینے آتی ہیں، اُن کا گھڑا آپ کنویں سے دور لے جا کر اُن کے حوالے کر دیا کریں۔ اس لیے کہ کنویں کے پاس پانی و کیچڑ ہے۔ پاؤں پھسل جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ لہٰذا آپ اُن ضعیف عورتوں کی مدد کر دیا کریں۔ چنانچہ حضرت شیخ کے حکم کے مطابق حضرت نور الحق چار سال تک پانی کا گھڑا اُٹھا کر عورتوں کی مدد کرتے رہے۔ آٹھ سال تک لکڑیاں لایا۔۔۔ اس طرح آپ نے بارہ سال تک حضرت شیخ علاء الحق رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق اس کام کو انجام دیا۔ علاوہ ازیں لنگر خانے میں کھانا تقسیم کروانا اور بسا اوقات مسافروں کے کپڑے دھونا اور مسافروں کو تین دنوں کی مہمانی کے بعد جب رُخصت کرتے تو ان کے مناسب حال زادِ راہ اور دو جوڑے کپڑے دے کر رخصت کرتے۔ اور اگر کبھی کوئی مسافر پلٹ کر واپس آ جاتا تو اس کے ساتھ پھر ویسا ہی سلوک کیا جاتا کہ تین دنوں کے بعد رخصت کرتے وقت زادِ راہ اور کپڑے دیے جاتے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت مولانا شاہ علاء الحق قدس سرہٗ سے مسافروں کے پلٹ آنے کی شکایت کی۔ تو حضرت شیخ نے جواب دیا: کیا اس نے تمہارا حصّہ کھا لیا یا اپنا رزق زیادہ حاصل کر لیا؟ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔۔۔

حضرت مولانا شاہ علاء الحق والدین گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ یہ تھا کہ طالبِ حق سے بارہ سال تک مجاہدہ و ریاضت کرواتے، پھر اُن کے مناسب حال نوازا کرتے۔ حضرت نور الحق رحمۃ اللہ علیہ کی مجاہدہ و ریاضت کے دوران غذا ہری مرچی کی چٹنی اور روٹی دی جاتی۔ بارہ سال پورا ہونے کے بعد حضرت شیخ علاء الحق قدس سرہٗ نے حضرت نور علیہ الرحمہ سے فرمایا: زمین کی طنابوں پر تمہارے ہاتھوں کی گرفت مضبوط کر دی گئی ہے۔ یہ یاد رہے کہ ان طنابوں پر گرفت مضبوط رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اپنی خواہشات پر مضبوط گرفت رکھنا۔ بادشاہوں سے دور رہنا کہ اُن کا قرب فتنہ انگیز ہے۔ غریبوں، مسکینوں کے قریب تر رہنا کیوں کہ قیامت کے دن ہمارے آقا ﷺ اُنھیں کے درمیان اُٹھیں گے۔ حضرت نور الحق کی تعلیم و تربیت کی تکمیل کے بعد حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے اُن کو خرقۂ خلافت سے نوازا

اور سنار گاؤں جا کر خدمتِ دین و خلق انجام دینے کا حکم فرمایا۔

سنار گاؤں میں قیام:

حضرت شیخ نور احمد علیہ الرحمہ، حضرت شیخ علیہ الرحمہ سے خرقۂ خلافت پانے کے بعد اپنے پیر و مرشد کے حکم کے مطابق سنار گاؤں پہنچ کر خدمتِ دین و خلق میں مشغول ہو گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کا ہجوم شروع ہو گیا اور سنار گاؤں مرجع خلائق ہو گیا۔ آپ کے دستِ حق پرست پر اُس وقت پچاس ہزار غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔

سنار گاؤں کے راجہ کی دشمنی اور اُس کا انجام:

جب سنار گاؤں کے راجہ کو غیر مسلموں کے اسلام میں داخل ہونے کی خبر ملی تو وہ بڑا پریشان ہوا۔ پہلے تو اُس نے مختلف حیلے سے کوشش کی کہ حضرت نور الحق رحمۃ اللہ علیہ کسی طرح تبلیغ اسلام بند کر دیں، یا پھر سنار گاؤں سے واپس چلے جائیں۔ اور لوگوں کو بھی مسلمان ہونے سے روکنے کی کوشش کی۔ جب اُسے کسی صورت کامیابی نہیں ملی تو اُس نے لشکر کشی کر دی۔ تا کہ اس سے حضرت نور الحق علیہ الرحمہ گھبرا کر تبلیغ بند کر دیں اور سنار گاؤں سے واپس چلے جائیں۔ دوسری جانب جب مریدوں کو اس کی اطلاع ملی تو اُن لوگوں نے حضرت نور الحق کی خدمت میں پہنچ کر درخواست کی کہ اس فتنے سے بچاؤ کی تدبیر کی جائے۔ آپ نے یہ سُن کر حالتِ جلال میں فرمایا کہ یہ بد بخت گھوڑوں پر سوار نہیں موت پر سوار آ رہے ہیں۔۔۔ ابھی راجہ اور اس کا لشکر خانقاہ کے قریب پہنچے ہی تھے کہ گھوڑے بپھر گئے اور سواروں کو گرا کر ان کے سروں کو کچل ڈالا، چبا ڈالا۔ اِدھر حضرت کی زبان پر یہ جملہ جاری تھا کہ ہم نے انھیں ختم کر ڈالا۔ ختم کر ڈالا۔ اُدھر راجہ اور لشکر کے تباہ ہونے کے بعد راجہ کا لڑکا حاضرِ خدمت ہو کر معافی مانگتا رہا۔ حضرت شیخ حسام الدین فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کو کبھی اتنا غیظ و غضب میں نہیں دیکھا تھا۔ حضرت شیخ غضب کی حالت میں بھی صبر و تحمل سے کام لیتے تھے۔۔۔۔۔ حضرت نور الحق کی اس وقت یہ حالت تھی کہ راجہ کا لڑکا معذرت کر رہا تھا اور آپ کی زبان پر وہی جملہ جاری تھا: ہم نے اُسے ختم

کر دیا، ختم کر دیا---جب میں نے محسوس کیا کہ اگر یہی حالت رہی تو نہیں معلوم کیا حشر بپا ہو۔ فوراً میں نے بلند آواز سے سورۂ رحمٰن کی تلاوت شروع کر دی۔ جس کا خاطر خواہ اثر ہوا اور حضرت کی پیشانی اقدس پر پسینے کی بوندیں ظاہر ہوئیں اور آپ نے بھی سورۂ رحمٰن پڑھنا شروع کر دیا۔ پھر آپ نے راجہ کے لڑکے سے فرمایا: تم نے قصور نہیں کیا ہے، معافی کیسی! جاؤ حکومت کا کام انجام دو۔ جس نے جرم کیا، اُسے سزا مل گئی۔ اگر تم نے فقیروں کو تنگ کیا تو تیرا بھی وہی انجام ہوگا۔

حضرت شیخ علاء الحق رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو انھوں نے حضرت نور الحق کو نصیحت فرمائی: بیٹے فقیروں کو غصے سے کیا کام؟ فقیروں کو سورج کی طرح سخاوت، پانی کی طرح تواضع اور زمین کی طرح خدمت کرنی چاہیے۔ غصہ تو صرف ربّ ذوالجلال کو زیب دیتا ہے۔ بندے کو انکساری میں عزت ہے۔

حضرت نور الحق کو واپس پنڈوا بلا کر جانشین بنایا اور وصیت کی:

مذکورہ واقعہ کے چند ماہ بعد حضرت شیخ نے آپ کو پنڈوا بلا لیا۔ چونکہ مرشد گرامی کا آخر وقت تھا۔ اپنا جانشین بنایا اور نصیحت فرمائی کہ جانِ عزیز بنگال کا دریا دن میں تین بار اپنا رُخ بدلتا ہے، لیکن اپنی حقیقت نہیں بدلتا۔ اگر تم نے بھی یہی کیا تو تم میں اور دربار میں کیا فرق رہے گا؟ لہٰذا اے عزیز! اپنی حقیقت یاد رکھو اور اپنا رُخ نہ تبدیل کرو۔ یہی درویشوں کی شان ہے۔ فقیروں کو غرور اور تکبر، غیظ و غضب سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کیوں کہ عوام الناس اپنے حکمرانوں کی سختیوں اور مظالم سے تنگ آ کر خانقاہوں کا رُخ کرتے ہیں۔ اگر اُنھیں یہاں بھی غیظ و غضب دکھائی دے تو وہ مایوس ہو جائیں گے۔ اور مایوسی کفر ہے۔ فقیروں کو ہمیشہ رحمت و شفقت کا بحرِ بیکراں رہنا چاہیے۔ خلقِ خدا کے ساتھ نفرت و حقارت اور غیظ و غضب کا برتاؤ خدا کو دعوتِ غیظ و غضب دینے کے مترادف ہے۔

آپ نے حضرت نور الحق کو پنڈوا میں رہنے کی اور حضرت حسام الدین کو سنار گاؤں میں رہنے کی وصیت فرمائی۔

حضرت شیخ کی آخری وصیت:

قطب الاقطاب خواجہ علاء الحق والدین چشتی گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے یہ وصیت فرمائی کہ میری وفات کے بعد میرے جنازے کی نماز مخدوم سید جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت کے علاوہ کوئی دوسرا نہ پڑھائے۔ یہ سُن کر تمام مریدین و معتقدین و متعلقین کو بڑی حیرت ہوئی کہ مخدوم سید جلال الدین اوچ شریف میں جو پنڈوا شریف سے ہزاروں میل دور کے فاصلے پر واقع ہے، وہ حضرت شیخ کے جنازہ کی نماز کس طرح پڑھائیں گے؟---بالآخر جب حضرت شاہ علاء الحق گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا اور آپ کا جنازہ تیار کیا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ سامنے سے تشریف لا رہے ہیں۔ لوگ سراپا حیرت بنے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ آپ قریب تشریف لائے اور فرمایا: فقط اسی کام کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ کہ قطبِ وقت حضرت شیخ علاء الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے کی نماز پڑھاؤں۔ آپ نے نمازِ جنازہ پڑھا کر قطبِ وقت کی وصیت پوری فرمائی اور واپس روانہ ہو گئے۔---تاریخ وفات ۲؍رجب ۸۰۰ھ بیان کی جاتی ہے۔ (انوار الاصفیا بحوالہ رفیق العارفین، ص ۴۱۱)

حضرت نور الحق مرتبۂ قطبیت پر فائز ہوئے:

حضرت مولانا شاہ علاء الحق والدین گنج بنات قدس سرہٗ نے اپنے مرید و مراد حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ العزیز کی تربیت و تکمیل کے بعد خرقۂ خلافت دے کر جونپور کی ولایت بخشی اور آپ کو رخصت کرتے وقت فرمایا: فرزند اشرف جب تم مرتبۂ غوثیت پر فائز ہونا تو اس وقت اپنے بھائی نور الحق کا خیال رکھنا۔ اس طرح آپ نے دونوں بزرگوں کے مستقبل کی خبر دے دی کہ ایک مرتبۂ غوثیت اور دوسرے مرتبۂ قطبیت پر فائز ہوں گے۔ چنانچہ حضرت مخدوم قدس سرہٗ العزیز یکم رجب ۷۷۲ھ میں مرتبۂ غوثیت پر فائز ہوئے۔ اس کے چند سالوں بعد ولایت بنگال کے قطب کا انتقال ہو گیا تو

اکابر روزگار کا ارادہ تھا کہ حضرت شیخ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کو یہ منصب دیا جائے مگر
حضرت شیخ شرف الدین کو خود اضطراب تھا اور وہ چاہتے تھے کہ یہ منصب کسی اور کو دیا
جائے۔ چنانچہ حضرت مخدوم قدس سرہٗ کی سفارش سے مخدوم زادہ حضرت نور الحق رحمۃ اللہ علیہ
کو بنگال کا قطب بنایا گیا۔ اس وقت حضرت شیخ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے
اور فرمایا: الحمد للہ میرے بھائی نور نے یہ بوجھ اُٹھالیا۔ حضرت شیخ علاء الحق رحمۃ اللہ علیہ کے
وصال کے بعد جب دوبارہ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کا سفر بنگال کی
جانب ہوا اور آپ پنڈوا پہنچے تو اُس وقت آپ نے مخدوم زادہ نور الحق کے قطب ہونے کا
اظہار فرمایا۔ لیکن لوگوں کو یقین نہیں آیا۔ تو آپ نے حضرت نور الحق رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا
کہ سامنے کی پہاڑی کو انگشت شہادت سے اشارہ کیجیے۔ پہاڑی آپ کی طرف آجائے گی۔
حضرت نور الحق علیہ الرحمہ نے انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا تو پہاڑی حرکت میں آگئی۔
تمام لوگوں نے اپنی آنکھوں س دیکھا اور آپ کی قطبیت کے قائل ہوگئے۔

بنگال میں مسلمانوں کا سیاسی زوال:

حضرت نور الحق قدس سرہٗ العزیز کے تخت ولایت پر جلوس کے وقت بنگال میں
مسلمانوں کی حکومت میں زوال کے آثار نمایاں ہونے لگے تھے۔ مورخوں کا بیان ہے کہ
اس وقت بنگال میں غیاث الدین کی حکومت تھی لیکن وہ سازش کا شکار ہوا اور اس کے قریبی
معتمد راجہ کنس رائے نے اُسے قتل کروادیا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا سیف الدین تخت نشین
ہوا اور وہ بھی سازش کا شکار ہوا اور قتل کردیا گیا۔ ریاض السلاطین کے مصنف کا بیان ہے کہ
پھر اس کے بعد راجہ کنس نے بنگال پر قبضہ کرکے اپنی چالبازیوں اور فریب کاریوں سے
بنگال میں اپنی حکومت قائم کرلی۔ بنگال میں حکومت قائم کرنے کے بعد راجہ نے اہل خانقاہ
سے چھیڑ چھاڑ تو نہیں کی لیکن کچھ دنوں بعد کچھ شرپسندوں نے سرائے مالدہ میں تین سو
مسلمانوں کو ایک حویلی میں بند کرکے جلادیا۔ مسلمانوں کو امید تھی کہ راجہ سے انصاف ملے
گا۔ چنانچہ ایک وفد کی شکل میں راجہ سے ملے، راجہ نے اُن کو اپنا مہمان بنا کر رات میں

پوری جماعت کو قتل کروادیا۔ مسلمانوں نے حضرت نور الحق رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچ کر
اُن سے فریاد کی تو آپ نے راجہ کو تنبیہ کی اس کے نتیجے میں راجہ نے تبلیغِ دین پر پابندی
لگادی اور اعلان کردیا کہ جو مسلمان پھر ہندو مذہب اختیار کرلے اُسے انعام دیا جائے گا۔
چنانچہ اس کے فریب میں آکر کچھ لوگوں نے پھر ہندو مذہب اختیار کرلیا۔ تاریخ میں اس کی
تعداد اکیاسی (۸۱) بتائی جاتی ہے اور کچھ فقرا و صوفیا کو بھی راجہ نے قتل کروادیا۔

سلطان ابراہیم شرقی کو بنگال آنے کی دعوت

اس واقعہ کے بعد حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان ابراہیم شرقی کو
بنگال آنے کی دعوت دی کہ وہ بنگال کے مسلمانوں کو ظالم سے نجات دلائیں۔ اور ایک خط
حضرت غوث العالم مخدوم سلطان سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کو روانہ فرمایا کہ
مسلمانوں کی مدد کے لیے سلطان ابراہیم شرقی کو روانہ فرمائیں۔ سلطان ابراہیم شرقی کو جب
اس کی اطلاع ملی تو اس نے ملک العلما حضرت قاضی شہاب الدین اشرفی رحمۃ اللہ علیہ سے
اس سلسلے میں مشورہ کیا۔ چونکہ سلطان اور قاضی صاحب دونوں حضرات حضرت نور قطب عالم
رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے بہت دنوں سے مشتاق تھے۔ اور اتفاقاً یہ موقع سامنے آگیا تھا
لہٰذا یہ طے پایا کہ لشکر کشی کی تیاری کی جائیں سلطان نے تیاری سے پہلے اپنے مرشد برحق
حضرت مخدوم سلطان سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ سے اجازت کی درخواست کی تا کہ
بنگال کے مسلمانوں کو دشمن اسلام کنس رائے کے ظلم واستبداد سے نجات دلائی جائے۔
حضرت مخدوم سلطان سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ نے خط پڑھنے کے بعد
سلطان ابراہیم شرقی کو دعائیہ کلمات سے نوازتے ہوئے چند نصیحتوں کے بعد تحریر فرمایا
''چوں دار دین اسلام این چنیں شد چرا نشستۂ بر تخت مسرور بیا برخیز و دین را حمایت کن کہ
بر تو لازم است ای شاہ مقدور الخ۔'' جب ملک اسلام کی ایسی حالت ہو چکی ہے ایسی صورت
میں تخت سلطنت پر مطمئن بیٹھے رہنے کے بجائے فوراً دین کی حمایت اور مسلمانوں کی امداد
کے لیے اُٹھ کھڑے ہو جاؤ۔ اس لیے کہ دین حق کی حمایت حتی الامکان تم پر لازم و واجب

ہے۔ ولایت بنگال جہاں تین سو سال تک اسلام کا نور چمکتا رہا ہے، آج کفر کی تاریکی اس پر چھارہی ہے ''سبحان اللہ'' اس ولایت بنگال کا کیا کہنا اکثر اولیا کرام اس ولایت میں آباد ہوئے ہیں۔ دیوگون میں شیخ شہاب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے ستّر خلفا آرام فرما ہیں۔ اور دیوحلہ میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ کے اجل خلیفہ حضرت جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب اور شیخ دمشقی اور حضرت شیخ شرف الدین تواماں آسودہ ہیں۔ کیا ہی خوش بختی ہے کہ آپ اس راہ میں قدم اُٹھائیں اور مسلمانوں کو نجات دلائیں اور مخدوم زادہ کی حمایت و امداد کے لیے ایسے موقع اور وقت کو نہ گنوائیں ضرور انجام تک پہنچائیں۔ (اقتباس مکتوب ۴۵)

حضرت غوث العالم کی جانب سے حضرت نور کے خط کا جواب

حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کو آپ نے یہ جواب روانہ فرمایا۔

نتیجۃ الاکابر و سلاسۃ الاماثر عیون الاولیا الکاملین و ثمرۃ الاصفیاء البالغین قطب الدور حضرت شیخ نور نوّر اللہ تعالیٰ ظلمات الولایۃ عن نور الاسلام و غیرّ اللہ آفات الغوایت من سرور الاحتشام از خادم درگاہِ علائی و ملازم بارگاہ ولائی درویش اشرف دعوات موفورہ و تحیات نامحصورہ قبول فرمایند الخ۔

سلام و دعا کے بعد آپ نے تحریر فرمایا کہ کنس رائے کافر کا لشکر کے ذریعہ ملک اسلام پر حملہ کرنے اور ذلیل و خوار رسوائے زمانہ کا لوگوں کی آبادی پر تباہی مچانے کے احوال ظاہر ہوئے۔ خاص کر شہزادگان خانوادۂ علائیہ خالدیہ کے اوپر ظلم و ستم اور ان پر جبر و تشدد کی داستان معلوم ہوئی کہ اس نے رخسارِ ولایت کو اُن کے خونِ جگر سے رنگین کیا اور ہدایت و صراطِ مستقیم کے چہرہ کو زخمی کیا۔ اَلْبَلَآءُ یَنزِلُ مِنَ السَّمَآءِ عَلَى الانبیاءِ خاصۃ وَالاولیاءِ عَامَّۃً۔ بلائیں آسمان سے بالخصوص انبیا علیہم السلام پر اور بالعموم اولیا کرام پر نازل ہوتی ہیں۔ اے عزیز اس آسمانی واقعات میں ایک اشارہ پوشیدہ ہے اور حوادث ملکی

سے ظاہر ہونے والے آفتوں میں ایک نشانی چھپی ہوئی ہیں جو میدانِ عشق کے شہسواروں پر ظاہر ہوتی ہے۔ اور اہلِ صدق و صفا کے جواں مردوں پر واقع ہوتی ہے۔ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء عظام علیہم الرحمۃ کے حالات و واقعات سے ظاہر ہے ان پر کیا کیا گزرے ہیں۔

چنگیزیوں سے جنگ کے دوران سادات نور بخشیہ سامانیہ کی پاکیزہ ہستیوں نے جامِ شہادت نوش کیا ہے لہٰذا میدانِ عشق کے کارزار میں صبر و تحمل، استقلال و استقامت سے کام لیں۔ اکابر چشتیہ نورانیہ کی ارواح مقدسہ کو ایصالِ ثواب کر کے خاص دعا کی گئی ہے اور مسلمانوں کی مدد کے لیے لشکرِ سلطان پورے عزم و حزم کے ساتھ بنگال روانہ کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو کنس رائے کے ظلم و ستم سے رہائی و چھٹکارا دلائیں۔ (اقتباس مکتوب ۴۶)

۸۲۲ھ میں قاضی صاحب اور سلطان ابراہیم شرقی مع لشکر بنگال روانہ ہوئے

حضرت غوث العالم قدس سرہٗ سے اجازت ملنے کے بعد سلطان نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور لشکر کے ساتھ سلطان ابراہیم شرقی اور حضرت قاضی شہاب الدین اشرفی بنگال کی مہم پر روانہ ہوئے۔ ادھر راجہ کنس رائے کو جب یہ خبر ملی کہ سلطان ابراہیم شرقی مع لشکر بنگال آرہا ہے تو وہ فوراً بھاگا ہوا حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ حضرت نور الحق قدس سرہٗ نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ اس شرط پر معافی مل سکتی ہے کہ تم اسلام قبول کر لو، ورنہ نہیں۔ راجہ نے عذر کرتے ہوئے کہا یہ میرا لڑکا بارہ سال کا ہے اِسے مسلمان کر لیں اور اسے تخت نشین کر دیں۔ میں حکومت سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ چنانچہ حضرت نور علیہ الرحمۃ نے اس کے لڑکے کو کلمہ پڑھایا اور داخلِ اسلام کیا اور اس کا نام جلال الدین رکھا اور اُسے تخت نشین کر دیا۔ اور راجہ حکومت سے دستبردار ہو گیا۔ اس صورتِ حال کے بعد حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان ابراہیم شرقی کو کہلا بھیجا کہ آپ واپس ہو جائیں معاملہ درست ہو گیا۔ سلطان نے قاصد کی ساری باتیں سن لینے کے بعد قاضی صاحب سے مشورہ کیا اور حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کو جواباً کہلا بھیجا کہ مذکورہ صورتِ حال کے پیش نظر لشکر کا واپس لوٹنا بہتر نہیں ہے۔ آپ

اس کے مکر وفریب میں نہ آئیں اور لشکر بنگال کی جانب رواں دواں رہا۔ بالآخر حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آگے جا کر خود سلطان اور قاضی صاحب سے لوٹ جانے کو کہا۔ مجبوراً حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے بعد لشکر کے ساتھ سلطان اور قاضی صاحب واپس لوٹ گئے۔ جب راجہ کنس کو معلوم ہوا کہ سلطان واپس ہو گئے تو راجہ نے جلال الدین کو معزول کر کے خود تخت نشین ہو گیا۔

مسلمانوں سے جنگ اور حضرت شیخ انور کی شہادت

راجہ سے جنگ ۸۲۲ھ میں ہوئی۔ (بحوالہ تاریخ اولیا بنگال)

راجہ نے تخت نشین ہونے کے بعد مسلمانوں پر بے انتہا مظالم شروع کر دیا اور حضرت نور الحق قدس سرہٗ کے مریدوں اور رشتہ داروں پر بھی ہاتھ ڈال دیا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ انور نے بارگاہِ قطب میں حاضر ہو کر عرضِ حال کیا کہ قطب دوراں کے ہوتے ہوئے مظالم کا خاتمہ نہیں ہوا، حیرت ہے۔ اس وقت آپ عالمِ استغراق میں تھے اسی حالت میں فرمایا تمہارے خون سے مسلمانوں کو امن ملے گا۔ صاحبزادے کو یقین ہو گیا کہ ایسا ہو کر رہے گا۔ اس کے بعد عرض کیا بھتیجے کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کی سعادت کا قیامت تک ڈنکا بجے گا۔ (یعنی شیخ زاہد جو شیخ انور کے بھائی شیخ افقہ کے صاحبزادے اور حضرت نور قطب عالم کے پوتے ہیں)

چنانچہ جنگ ہوئی اور حضرت انور شہید ہو گئے۔ اور شیخ زاہد علیہ الرحمۃ نے فوج کی کمان سنبھال لی۔ فوج کئی وقتوں کی بھوکی پیاسی تھی آپ نے بارگاہِ رب العلمین میں فتح و نصرت کی دعا کی۔ غیب سے رحمتِ الٰہی کا ظہور ہوا۔ ایک طشت میں پانی کا کوزہ اور پیالہ میں کھانا اور سبز ریشمی کپڑا پر فتح کی بشارت تحریر تھی ظاہر ہوا۔ سب آسودہ و سیراب ہوئے۔ حضرت شاہ زاہد بندگی نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھایا اور دعا کی، طشت فضا میں بلند ہوا تو آپ نے فوراً طشت اور فتح نامہ پکڑا باقی سامان غائب ہو گئے۔ بحمدہٖ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور راجہ مارا گیا۔ جلال الدین تخت نشین ہوا۔ مسلمانوں کو امان نصیب ہوا۔ بنگال پر ابرِ رحمت

چھا گیا۔ اس جنگ میں خانوادۂ علائیہ کے کئی افراد شہید ہوئے جیسا کہ حضرت غوث العالم قدس سرہٗ کے تعزیت نامہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

مذکورہ طشت کو خانقاہ میں ناچیز نے بھی دیکھا ہے اور سر پر رکھا ہے۔ فتح نامہ ایک افغان جو وہاں پر نگراں تھا چرا کر غائب ہو گیا۔

حضرت غوث العالم کا تعزیت نامہ حضرت شیخ حسین دھکڑ پوش کے نام

حضرت شیخ حسین دھکڑ پوش رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّد العارفین امام الواصلین مولانا شاہ علاؤالحق والدین گنج بنات رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے اور مرید وخلیفہ ہیں ان کا مزار مغربی دیناجپور مہسو میں مرجعِ خلائق ہے۔ حضرت غوث العالم مخدوم سلطان سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ نے ان کے صاحبزادے کی شہادت پر تعزیت نامہ روانہ فرمایا جس کا اقتباس پیشِ ناظرین ہے۔

برادر اعزالا کا بروز بدۃ الاماثر شیخ حسین اجرہ انور مصیبتہ از درویش اشرف دعائے مشتاقانہ وصفائے دردمندانہ قبول فرمایند۔ بعد سلام و دعا کے تحریر فرماتے ہیں: اے عزیز راہِ ولایت کے سالکوں اور مقامِ قربِ حق کے مسافروں کو کثیر ابتلا و آزمائش کا سامنا رہا ہے۔ بے شمار امتحاناتِ جور و جفا سے آزمائے جاتے رہے ہیں۔ اور غایت درجہ مصیبتوں میں مبتلا کیے جاتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ حریمِ قدس کا دروازہ ان پر کھلے اور مشقت آمیز مراد کا حصول ہو۔

اے عزیز اربابِ طریقت اور اصحابِ حقیقت کے نزدیک اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ وہ ان حالتوں میں رضائے حق کے طالب رہیں۔ اہل اللہ اور صاحبِ عرفان کی یہی سیرت اور اہل دل کی یہی عادت رہی ہے کہ اس کی قضا پر بخوشی راضی رہیں حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ لَّمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَآئِیْ وَلَمْ یَشْکُرْ عَلٰی نَعْمَآئِیْ وَلَمْ یَرْضَ بِقَضَآئِیْ فَلْیَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِیْ۔ جس نے میری نازل کردہ بلا پر صبر نہیں کیا اور میری عطا کردہ نعمتوں

پرشکر نہ کیا اور میری قضا سے راضی نہ رہا تو اُسے چاہیے کہ میرے سوا کوئی اور رب تلاش کرلے۔

اسی طرح کی مصیبتیں عراق، اصفہان وحجاز کے اکابر پر بھی آچکی ہیں اس کے باوجود خطِ ارادت سے انہوں نے سرنہیں اُٹھایا۔ اگرچہ حادثہ کی یہ آندھی گلزارِ حُسینیہ پر آئی اور لالہ زارِ مہسو پر یہ تیز وتند ہوا چلی۔ لیکن فیضانِ حق کی خوشگوار نسیم اور غیر متناہی باغ کی خوشبو برادرِ عزیز کے گلشن میں تازہ معارف کے شگوفے اور آنِ عزیز کے چمن میں عرفانِ ولایت کے بے شمار پھول کھلائیں گے۔ مشائخ سہروردیہ کی روحانیت اور سلسلۂ کبرویہ کے راسخین کے فیوض سے امید ہے کہ عنقریب ولایتِ اسلام کا علاقہ بدانجام کافروں کے ہاتھوں سے نجات پائے گا۔ یقیناً ہرسختی کے ساتھ آسانی ہے۔ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۔ (اقتباس مکتوب ۴۷)

حضرت شاہ زاہد بندگی کو تبلیغ کے لیے مختلف علاقوں میں روانہ فرمایا

جنگ کے بعد جب مسلمانوں کو راحت ملی بدانجام کنس رائے اپنے کیفرِ کردار کو پہنچ گیا اور اس کی حکومت ختم ہوگئی۔ اور جلال الدین کی حکومت قائم ہوگئی تو حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے پھر تبلیغ دین کا سلسلہ جاری فرمایا اور اپنے پوتے علامہ حضرت شاہ زاہد بندگی علیہ الرحمۃ کو تبلیغ دین کے لیے لنکا، برما اور دیگر مختلف جزائر کی جانب روانہ فرمایا۔ اور ان کے ساتھ مبلغین کی ایک جماعت بھی روانہ فرمایا۔ لنکا کے راجہ کو جب اس جماعت کے آنے کی خبر ملی تو اس نے چند جادوگروں کو جمع کیا اور اُن کو حکم دیا کہ اس آنے والی جماعت کو لنکا آنے سے روکا جائے۔ چنانچہ ان جادوگروں کے ذریعہ سے راجہ نے جماعت کو صحیح راستہ سے دور کردیا۔ تاریخ اولیا بنگال کی روایت ہے کہ یہ قافلہ صحیح راستہ سے دور ہوکر تین دنوں تک جنگل میں بھٹکتا رہا اور انھیں جنگل سے باہر آنے کا راستہ نہیں مل سکا۔ چوتھے دن یہ لوگ بھوک سے عاجز اور نڈھال ہوگئے تو مجبور ہوکر ایک ہاتھی کے بچہ کو پکڑ لیا اور اُسے ذبح کرنے لگے تو حضرت شاہ زاہد علیہ الرحمۃ نے اُن لوگوں کو منع کیا کہ ہاتھی حرام ہے، اس سے بچو۔ جماعت میں سے ایک شخص نے کہا حضرت تین دنوں کے فاقہ کے بعد تو حرام بھی مباح ہوجاتا ہے۔

حضرت شیخ زاہد علیہ الرحمۃ نے جواب دیا کہ یہ حکم اور رعایت عام مسلمانوں کے لیے ہے۔ صوفیا کے لیے نہیں ہے، ہمارے یہاں تو ہر حال میں توکل کی تلقین کی گئی ہے۔ لیکن وہ لوگ نہیں مانے اور ذبح کرکے بھونا اور کھاگئے۔ حضرت شیخ زاہد ان سے علیٰحدہ ایک درخت کے نیچے مصروفِ عبادت ہوگئے۔ اور یہ لوگ الگ ایک درخت کے نیچے کھانے کے بعد سو گئے۔ رات میں ہاتھیوں کا ایک جھنڈ آیا اور سونڈ سے تمام سونے والوں کے منہ سونگھا، جتنے کھانے والے تھے اُن تمام کو روند کر ختم کرڈالا۔ اور ایک ہاتھی حضرت شیخ زاہد بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور اُن کو سونگھ کر اپنی پشت پر اُٹھا کر ڈالا اور جنگل کے باہر لے جاکر چھوڑ دیا۔ وہاں کیلے کے درخت تھے حضرت شیخ زاہد علیہ الرحمۃ نے کیلے کی قیمت اس کے مالک کو دے کر کھایا اور شکرانہ نفل ادا کیا اور دعا مانگی۔ اُسی وقت حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ ظاہر ہوئے اور فرمایا جانِ عزیز تم نے صوفیا کا بھرم رکھ لیا راجہ کا جادو اُسی وقت ختم ہوگیا جب تم نے فاقہ کے باوجود گوشت نہیں کھایا۔ اور اب تم دارالحکومت روانہ ہوجاؤ راجہ کا آخر وقت ہے اُسے مشرف باسلام کرکے عذابِ آخرت سے نجات دلاؤ۔ اس کے بعد حضرت شیخ زاہد بندگی نے دیکھا کہ حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ سمندر میں پانی کی سطح پر تیز تیز قدموں سے جارہے ہیں، آپ نے آواز دینے کی کوشش کی لیکن زبان نے ساتھ نہ دیا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت شیخ زاہد علیہ الرحمۃ کی اُن سے آخری ملاقات تھی۔ حضرت شیخ زاہد بندگی وہاں سے روانہ ہوکر دارالحکومت پہنچے اور راجہ کو داخلِ اسلام کیا۔ وہاں پر حضرت شیخ زاہد علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں پر تقریباً تین لاکھ لوگوں نے بیعت کی اور اسلام میں داخل ہوئے۔ پھر آپ وہاں سے برما تشریف لے گئے وہاں بھی ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ لنکا اور برما اور ان کے قریب کے جزائر میں اسلام کی تبلیغ کا سہرا حضرت شیخ زاہد بندگی علیہ الرحمۃ کے سرہے۔

حضرت نور کے تبلیغ دین کا اثر ونتیجہ

رفیق العافین کی روایت کے مطابق آپ کے فیوض وبرکات سے کثیر تعداد میں لوگ

مستفیض ہوئے۔ تقریباً اٹھارہ لاکھ لوگوں نے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی پندرہ لاکھ غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا اور بیعت کی۔ اور تین لاکھ مسلمان تائب ہوئے۔ اسی طرح کثیر تعداد اُن خوش نصیبوں کی ہے جو آپ کے زیر سایہ راہِ سلوک میں قدم رکھا اور قربیت حق و عرفان رب کی نعمتوں سے مالا مال ہوئے۔

نوازش علی کو تنبیہ و نصیحت

رفیق العارفین میں ہے کہ حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید نوازش علی اپنی ایک آرزو لے کر اپنے پیر و مرشد کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تین دنوں تک اس نے یہ کوشش کی کہ پیر و مرشد سے اپنی خواہش بیان کریں لیکن ہمت نہیں ہوئی۔ آخر ایک دن حضرت نے خود ہی توجہ کی اور فرمایا نوازش علی پیر باپ کی جگہ ہوتا ہے اور باپ سے عرضِ حال کرنے میں تکلف نہیں ہونا چاہیے۔ یہ سُن کر نوازش علی نے شرماتے ہوئے عرض کیا حضور اللہ کا دیا سب کچھ ہے لیکن کوئی اولاد نہیں ہے بیوی کو حمل کے بعد اسقاط ہو جاتا ہے، کوئی تدبیر نہیں بن سکی۔ آپ نے فرمایا مایوسی نے تمہارے ذہن کو خراب کر دیا ہے، اللہ ہی کی ذات بندہ کے لیے آخری سہارا ہے، حکیم وغیرہ کیا کر سکتے ہیں۔ میں نے ایک دن حالت جذب میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی ہے کہ مجھ سے وابستہ لوگوں کو فرمانبردار اولاد عطا فرما۔ تم دونوں میاں بیوی تارک صوم وصلوٰۃ ہو اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو فرمانبردار اولاد کیسے عطا فرمائے گا۔ جاؤ پہلے صدقِ دل سے توبہ واستغفار کرو، فرمانبردار بن تو اللہ تعالیٰ اولاد عطا فرمائے گا۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی صدقِ دل سے تائب ہو گئے اور پابند رہنے کا عہد کیا تو اللہ تعالیٰ نے کثیر اولاد سے نوازا۔

حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ خاص فیض تھا کہ جو کوئی اُن سے مرید ہوا وہ کبھی تنگیٔ رزق کا شکار نہیں ہوا۔ ایک مرتبہ حضرت کے زمانے ۹۵ھ میں بنگال میں قحط پڑا۔ لوگوں کی یہ حالت ہو گئی کہ اپنے بچے فروخت کر کے پیٹ بھرنے لگے۔ لیکن آپ کے مریدین اس اثر سے محفوظ و مامون رہے۔ قحط سے پریشان ہو کر سلطان جلال الدین نے

حاضرِ خدمت ہو کر عرضِ حال کیا کہ حضور تمام ندی نالے خشک ہو گئے۔ میگھا ندی خشک ہو گئی، دعا فرمائیں قحط دور ہو۔ آپ نے فرمایا جلال الدین مرضیٔ الٰہی تھی کہ لوگ دو سال تک قحط میں مبتلا رہیں، اب دو سال بعد ان شاء اللہ مرضیٔ الٰہی کے مطابق یہ حالت ختم ہو جائے گی۔ جاؤ رحمتِ الٰہی کا نزول ہو گا۔ بادشاہ وہاں سے واپس لوٹا اور ابھی اپنے محل تک پہنچا ہی تھا کہ بارش شروع ہو گئی۔

کعبہ کا آپ کے گرد طواف کرنا

ایک مرتبہ حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ مریدوں کو فرائضِ الٰہیہ کی پابندی کی نصیحت فرما رہے تھے۔ ایک مرید نے عرض کیا، حضور آپ نے تو ایک فرض ادا نہیں کیا۔ مرید کی اس جرأت پر بجائے ناراضگی کے دریافت فرمایا عبد الرحمٰن تمہاری مراد کس فرض سے ہے۔ اس نے ڈرتے ہوئے عرض کیا حضور آپ نے حج نہیں ادا کیا۔ یہ سُن کر آپ پر کیفیت طاری ہو گئی، اسی عالم میں فرمایا عبد الرحمٰن حج تو وہ ہے کہ کعبہ خود حاجی کے گرد طواف کر لے۔ ہم کعبہ کی جانب رُخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور کعبہ ہمارے گرد طواف کرتا ہے۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اتنے میں اذانِ مغرب ہوئی اور آپ حالتِ صحو (ہوش) میں آ گئے۔ مکبر نے تکبیر کہی اور آپ نماز پڑھانے کھڑے ہو گئے۔ سب لوگوں نے اقتدا میں نماز کی نیت کر لی۔ اتنے میں ایک آواز لوگوں کو سنائی دی اور نماز میں شریک لوگوں کی نگاہوں سے حجاب اُٹھ گیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ کعبہ مرشدِ برحق کے گرد طواف کر رہا ہے۔ نماز کے بعد آپ نے عبد الرحمٰن کے کندھے پر دستِ شفقت رکھتے ہوئے فرمایا بہتر ہوا تم نے مجھ سے یہ سوال کر دیا اور تم سب لوگوں کے دلوں سے خلش نکل گئی۔ پھر اسی سال آپ اپنے پانچ سو مریدوں کے ہمراہ زیارت حرمین شریفین کو تشریف لے گئے۔ اور حال یہ تھا کہ ایامِ حج میں پنڈوا والوں نے بھی آپ کو پنڈوا میں حاضر پایا۔ اور اہلِ قافلہ نے بھی ایامِ حج میں مکّہ معظمہ، عرفات، منیٰ اور مدینہ منورہ تمام جگہوں پر اپنے ہمراہ پایا، کبھی نگاہوں سے اوجھل نہیں پایا۔ (رفیق العارفین)

اس واقعہ سے ممکن ہے کچھ لوگوں کو یہ شبہ ہو اور اُن کی عقل اس کے تسلیم کرنے سے گریز کرے کہ کعبہ کا اپنی جگہ سے آکر طواف کرنا عقلاً ممکن نہیں، لیکن صوفیا کرام اور ائمہ عظام نے اس کی تصدیق فرمائی ہے۔ قطب حرمِ مکّہ حضرت امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اِنَّ جَمَاعَۃً شوھدت الکعبۃ تطوف طوافاً محققًا۔ اولیا کرام کی ایک جماعت کو دیکھا گیا ہے کہ کعبہ واقعتاً ان کا طواف کررہا ہے۔

حضرت امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا: اِنَّ الکعبۃ کانت تزور واحدا من الاولیا ھل یجوز القول بہ فقال نقض العادۃ علی سبیل الکرامۃ لاھل الولایۃ جائز عند اھل السنۃ۔

کیا یہ کہنا جائز ہے کہ کعبہ مکرمہ اولیا کرام کی زیارت کے لیے آتا ہے۔ آپ نے جواب دیا عظمتِ اولیا کرام کے اظہار کے لیے کسی خلافِ عادت واقعہ کا ظاہر ہونا اہلِ سنّت کے نزدیک بالکل جائز ہے۔

سیّدنا غوث الاعظم سیّد عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کُلُّ قُطْبٍ بالبیت سبعًا

وانا وانا البیتُ طائفُ الخیامی

ہر قطب بیت اللہ کے گرد سات چکر لگاتا ہے اور طواف کرتا ہے، لیکن میری شان یہ ہے کہ خود بیت اللہ میرے گھر کا طواف کرتا ہے۔ (کعبہ کا وجود مثالی طواف کے لیے آتا ہے جسے وجودِ ملکوتی کہا جاتا ہے)

وصال

۸۳۰ھ میں ایک دن غروبِ آفتاب سے پہلے اپنے خلیفہ حضرت حسام الدین چشتی مانک پوری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا حسام الدین شیخ انور کے لبادہ سے میرا کفن سینا اور طلوعِ آفتاب سے پہلے والدِ محترم کے قریب سپردِ خاک کردینا۔ اتنے میں مغرب کی اذان کی آواز آپ کے کانوں میں آئی اُسی وقت کلمۂ طیبہ پڑھتے ہوئے جان، جانِ آفرین کے سپرد

کردی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

این جان عاریت کہ بہ حافظ سپرد دوست

روزے رخش بہ بینم و تسلیم وے کنم

حسبِ وصیت حضرت خواجہ حسام الدین علیہ الرحمۃ نے آپ کا کفن تیار کیا اور رات ہی میں آپ کو آپ کے والد کی پائینتی جنوب مغرب کی جانب سپردِ خاک کردیا۔ تاریخ وفات ۸۳۰ھ ۱۱ر ذی قعدہ ہے۔ پنڈوا شریف ضلع مالدہ بنگال میں آپ کا مزار مرجعِ خلائق ہے۔ (رفیق العارفین)

آپ کے ارشادات

آپ نے ارشاد فرمایا پیر مریدوں کے لیے کشتیٔ نوح (علیہ السلام) کے مانند ہوتا ہے۔ جس پیر میں یہ خوبی نہیں وہ بہروپیا ہے۔

آپ نے کبھی کسی کی نذر قبول نہیں کی حتیٰ کہ مریدوں سے بھی نذر قبول نہیں فرمایا۔

آپ نے ارشاد فرمایا پیر کا ہاتھ دین اور دنیا میں اونچا رہنا چاہیے جو پیر اپنے مریدوں کا محتاج ہوگا وہ مریدوں کو دین کی دولت سے کس طرح سرفراز کرے گا۔

آپ فرمایا کرتے تھے مجھ میں سجادۂ مشیخت پر بیٹھنے کی قابلیت نہیں ہے اُس پر اُسے بیٹھنے کا حق ہے جو چپ و راست سے امید نہ رکھے۔ (یعنی غیر اللہ سے کسی چیز کی امید نہ رکھے)

آپ کملی (خرقہ) نہیں پہنتے تھے فرمایا کرتے تھے گلیم پوشی اُس فقیر کے لیے جائز ہے جو تمام حظوظِ نفسانی سے باز رہے۔

اگر کوئی شخص آپ سے حاجت بیان کرتا تو سورۂ فاتحہ پڑھ کر دعا کرتے اور یہ مصرع زبانِ حق ترجمان سے فرمایا کرتے۔ قفل مہمات را فاتحہ آید کلید۔ تمام مقاصد کی کنجی سورۂ فاتحہ ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ مشائخ نے بعد اسمائے الٰہیہ ننانوے منازل سلوک مقرر

فرمائے ہیں اور ہمارے پیروں نے پندرہ منازل متعین فرمائے ہیں، لیکن فقیر نے تین منازل اختیار کی ہیں۔

اوّل:۔ حَاسَبُوْا قبل اَن تحاسبوا۔ سالک حساب کرلے کہ کس قدر نیک اعمال دن رات میں اُس سے ہوئے اور کس قدر غفلت اس پر طاری ہوئی ہے۔ کوشش کرے کہ نیکی ہر ساعت زیادہ ہو اور بُرائیاں محو ہوں۔

دوم:۔ مَن استویٰ یوماہ فی الدین فھو مغبون۔ جس شخص کا دو دن تک یکساں حال رہا اور دین کے کام میں پہلے دن سے دوسرے دن زیادتی نہ ہوئی تو اس نے نقصان اُٹھایا۔

سوم:۔ عِبَادَةُ الفقیر نفی الخواطر۔ ہر لحظہ دل کا نگراں رہے غیر اللہ کا خطرہ اس میں جگہ نہ پائے۔ کوئی لحظہ بغیر ذکر و فکر و شوق و محبت حق تعالیٰ کے دل خالی نہ رہے۔ خواب بیداری ہر حال میں ذکر اللہ جاری رہے۔

ایک دن نمازِ فجر میں آپ کو ایسا استغراق ہوا کہ آفتاب نکل آیا اور آپ مشاہدۂ تجلی حق میں محو رہے۔ جب افاقہ ہوا تو فرمایا الصلوٰۃ معراج المومنین اسی سے عبارت ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کسی شخص کو اس وقت تک اپنے آپ کو فقیر کہنا درست و جائز نہیں ہے جب تک اس کے اندر فا کے تین، قاف کے تین، را کے تین معنی و حقیقت اس میں جمع نہ ہو جائیں۔

اوّل: فا سے فاقہ، دوم غیر اللہ سے فرار، سوم خود کی ذات سے فنا ہو جانا۔

اوّل: قاف سے قناعت، دوم ق سے نفس پر قہر (غالب ہو جانا)، سوم ق سے تمام مخلوق سے قطع تعلق کر لینا۔

اوّل: را سے قضائے حق سے راضی رہنا، دوم را سے حق تعالیٰ سے رجا امید رکھنا اور خلق سے امید ختم کر لینا، سوم را سے اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع ہو جانا۔

آپ نے ارشاد فرمایا کسی شخص کو زاہد کہلانا اس وقت تک درست و صحیح نہیں ہے جب

تک اس کے اندر زہد کے تین حروف زا، ھا، د کا حقیقی معنی اس کی ذات میں نہ پایا جائے۔

زا: اشارہ ہے زینت دنیا ترک کر دینا، ھا اشارہ ہے ہوائے نفسانی کا ترک کر دینا، دال سے اشارہ ہے دنیا ترک کر دینا۔

اس کے بغیر زاہد کہلانے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شیر خوار بچے کو عالم کہنا، جب کہ اس کے اندر علم نہیں پایا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرۂ نسب فرزندانِ والاشان حضرت مخدوم العالم مخدوم حضرت مولانا شاہ عمر علاء الحق والدین گنج نبات

این حضرت مولانا اسعد خالدی لاہوری پنڈری رحمۃ اللہ علیہما۔ صحابی رسول حضرت سیف اللہ خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ کی اولادِ امجاد سے ہیں۔ آپ کے چار صاحبزادے ہوئے اور چار صاحبزادیاں ہوئیں۔

مخدوم حضرت شاہ علاء الحق والدین گنج بنات رحمۃ اللہ علیہ

شیخ محمد اعلیٰ — لاولد
شیخ محمد اعظم — لاولد
شیخ قاضی شاہ — لاولد
شیخ احمد نور
چار صاحبزادیاں

شیخ محمد افقہ
ایک لڑکا
شیخ زاہد بندگی
کے دس لڑکے

شیخ انور شہید
دو لڑکے ہوئے
شیخ اجمل
شیخ اکمل — لاولد

شیخ محمد صوفی۔ شیخ پیر معلیٰ۔ شیخ اشرف۔ شیخ درویش۔ شیخ قلندر۔ شیخ احمد۔ شیخ غوث۔ شیخ قطب۔ شیخ اوتاد۔ شیخ ابدال

اولادِ نرینہ میں شیخ اشرف ابن شیخ زاہد بندگی کی نسل میں سجادگی کا سلسلہ رہا۔ اور شیخ شمس الدین عرف بھیلا آخری سجادہ ہوئے۔ اس کے بعد اولادِ نرینہ میں یہ سلسلہ منقطع ہوگیا۔ اب یہ سلسلہ اولادِ اناث میں جاری ہے۔ چونکہ اولادِ اناث کا شجرہ مجھے نہیں ملا اس لیے درج نہیں کیا گیا۔

یہ شجرہ اولادِ مخدوم العالم مؤرخہ ۱۳ر صفر ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۶ر جولائی ۱۹۶۲ء یوم دو شنبہ حافظ پیر محمد صاحب خادم آستانہ کے پُرانے قلمی کاغذات سے نقل کیا گیا۔ اور یہ قلمی نسخہ حافظ پیر محمد صاحب کو جناب شیخ شہاب الدین بھنڈاری ابن قیام الدین ساکن پنڈوا پرگنہ شش ہزاری سے حاصل ہوا۔

مکتوب نمبرا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ مکتوب شیخ قاضی اسد کے جواب میں لکھا گیا انہوں نے سلوک کے تعلق سے وضاحت چاہی تھی۔

بیچارہ غمگین مسکین نور کی جانب سے شیخ المشائخ قاضی اسد کو پُرخلوص سلام وکثیر دعا پہنچے۔ واضح ہو کہ اس طرف کے احوال اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے لائق شکر ہیں۔ للہ الحمد علیٰ ذالک۔

پسندیدہ مکتوب صدر المشائخ کی خدمت میں علیم الدین نے پہنچایا۔ مکتوب میں سلوک کے سلسلے میں وضاحت وتفصیل تحریر کرنے کا ذکر کیا گیا ہے تا کہ ہر ایک کے لیے مفید وباعث مسرت ہو۔ گفتار میں مبتلا یہ خاکسار جو کردار سے محروم ہے، کیا لکھے اور خود کو اس بھنور میں کس طرح ڈالے۔ اے اللہ اگر کام کہنے سے تعلق ہے تو تمام کے سروں پر میرا تاج ہو اور اگر کردار سے متعلق ہے تو میں چیونٹی کا محتاج ہوں۔ یہ رنگین حکایتیں کسی کام کی نہیں، درد چاہیے درد، کوئی شخص خوش گفتاری سے یہ راہ کیسے طے کر سکتا ہے۔ درد پُرسوز چاہیے اور اس راہ میں چلنے والا مرد ثابت قدم ہو۔ دو مقصد کو لے کر توحید کی راہ نہیں چل سکتے یا تو دوست کی رضا چاہیے یا خود کی رضا۔ مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اکثر ذکرہ کے فیصلہ کی مطابق جو بات بھی یار کے حق میں کہی جائے زیادہ بہتر ہے۔ اپنے حوصلہ کے مطابق چند سطور تحریر کیے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اليه تبتيلًا۔ اے محمد ﷺ اپنے پروردگار کے نام کو یاد کیجیے اور ماسویٰ اللہ اور خود سے قطع تعلق کر لیجیے، ہر گز غیر کی جانب مشغول نہ ہوں اور نہ اُن کے ساتھ تعلق ہو۔ اور کونین کی جانب نگاہ نہ ہو۔ اُذکر امر ہے وجوب کے لیے ہے۔ تبتیلا مصدر تاکید کے لیے ہے حضرت رسالت پناہ ﷺ اس امر کی بجا آوری پر فرماتے ہیں: دنیا اور عقبیٰ تمہارے لیے ہے اور مولیٰ ہمارے لیے ہے۔

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا کہ اگر میں اللہ کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو البتہ ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن میرا خلیل اللہ تعالیٰ ہے اور صدیق میرے یارِ غار ہیں۔ اگر تقاضائے بشریت سے جھکاؤ ہو جائے تو ہر وقت اس سے شرمندہ ہوتا ہوں اور مغفرت چاہتا ہوں۔ حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا بے شک میں ہر دن اللہ تعالیٰ سے ستر (۷۰) مرتبہ سے زیادہ مغفرت طلب کرتا ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے میں ہر دن اللہ تعالیٰ سے سو (۱۰۰) مرتبہ مغفرت چاہتا ہوں۔ کونین کی نعمتوں میں وہ دل کیسے مشغول ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت ومحبت میں غرق ہو۔ عاشق نے جب دوست کا مشاہدہ کر لیا تو تمام چیزوں میں اُسے دیکھا پھر فرمایا:

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا اور مشرق ومغرب کا رب اس کے علاوہ کوئی رب نہیں (اے محمد ﷺ) اسی کو وکیل بنایئے۔ وکیل اُسے کہتے ہیں جس کے سپرد اپنے تمام امور کر دیئے جائیں۔ تو اپنے کام اس پر چھوڑ اور خوش ہو جا۔ یعنی اے محمد ﷺ درمیان سے اپنے ارادے ختم کر دیں کیونکہ بندے کی بھلائی وبہتری ہم خوب جانتے ہیں اور ان کی اصلاح بھی ہم ہی کر سکتے ہیں۔ اگر تمام اولین وآخرین جن وانس جمع ہو جائیں تو بھی ہماری قضا کو نہیں پھیر سکتے اور نہ ہمارے حکم بدل سکتے ہیں۔

پس جب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی اور محکم ہو گئی تو پھر کیوں بندہ اس کے غیر میں مشغول ہوتا ہے اور ہر ایک کو معبود بناتا رہتا ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بندہ کسی آن بھی اگر کسی خواہش میں مشغول ہوا وہ اُسی کا بندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ۔ کیا نہیں دیکھا (اے محمد ﷺ) ان لوگوں کو جنہوں نے اپنی خواہشوں کو اپنا معبود بنا لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى۔ جب تو نے اللہ تعالیٰ کو اپنا پروردگار اور کارساز بنا لیا تو اب تجھے شرم نہیں معلوم ہوتی کہ اس کی خلاف ورزی کرتا ہے اور کسی دوسرے کی جانب رُخ کرتا ہے اور اپنا کام اس کے غیر کے سپرد کرتا ہے، شرم نہیں رکھتا کہ تو کیا کر رہا ہے۔ بلیٰ بول کر "لا" کا کام کر رہا ہے۔ کُتا بھی بیگانوں

کی صف میں ایسا نہیں کرتا ہے جو تو ہماری بارگاہ میں کر رہا ہے۔ اگر تو خود کو دوسرے کی جانب کرتا ہے اور غیر کی چاپلوسی کرتا ہے تو وعدہ کو توڑ رہا ہے۔ اور اگر تو اپنا رُخ اللہ تعالیٰ کی جانب کرتا ہے اور اپنا کام اُسی کے حوالے کرتا ہے تو یقیناً تیرا کام درست ہے اور سنوارا ہوا ہے اور تو وعدہ وفا کرنے والوں میں سے ہے۔

برخیز تا بعہد امانت وفا کنیم　　تقصیر ہائے رفتہ قضا کنیم

اُٹھ تا کہ امانت کے عہد کو پورا کریں۔ گذشتہ کوتاہیوں کی قضا کریں (یعنی ادا کریں)

بے مغز بود سر کہ نہادیم پیش خلق　　اکنوں فروتنی بدر کبریا کنیم

بے مغز تھا وہ سر جسے ہم نے مخلوق کے آگے رکھا ہے اب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم عاجزی وانکساری کرتے ہیں۔

اے عزیز وہ چیز جو تم سے فوت ہو جائے تو اس کا کوئی نہ کوئی عوض اور دل بستگی کے لیے تو اس کا بدل پائے گا۔ اگر تیرا فرزند مر جائے تو دوسرا مل سکتا ہے اگر والدین مر جائیں تو اولاد کے ساتھ دل بستگی ہو سکتی ہے غرض یہ کہ ہر دلبند جو تم سے جُدا ہو جائے اس کا بدل تم کو مل سکتا ہے۔ لیکن اگر تو اللہ تعالیٰ سے جُدا ہو گیا، اس سے غافل ہو گیا تو اس کا کوئی عوض و بدل نہیں ہے۔ لِكُلِّ شَيْءٍ اِن فَارَقه عِوَض وَلیس للهِ ان فراقه عوضٌ۔ ہر شئے کے لیے اگر وہ جُدا ہو جائے تو عوض ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے جدائی میں اس کا کوئی عوض اور بدل نہیں ہے۔ دوست دوستوں کا دامن پکڑتے ہیں لیکن میرا معشوق میرے دامن میں ہے۔ بخدا جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے یقیناً اس سے جُدائی کا زخم کھاتا ہے، کیونکہ بے وفائی کی تحریر ہر مخلوق کی پیشانی میں لکھ دی گئی ہے۔ دل کسی کو نہ دے اور ہر ایک کی محبت کا داغ دل پر نہ رکھ کہ موت کے وقت پریشانی نہ اُٹھانی پڑے۔ فقیر کا دل یہی کہتا ہے کہ ہر ایک کے ساتھ مل کر رہو لیکن دل کسی سے نہ لگاؤ۔ کسی مخلوق کے ساتھ دل نہ لگاؤ کہ برّ و بحر وسیع ہیں اور آدمی بہت ہیں۔ بلبل کی طرح اس درخت سے اُس درخت پر بیٹھ، بگلا کی طرح کیچڑ کے دام میں پھنسا نہ رہ۔

چو ماکیاں بدر خانہ چند جستن جو　　چرا سفر نہ کنی چو کبوتر طیار

مرغیوں کی طرح گھر کے دروازے پر چند دانے تلاش کرنے کے بجائے پرواز کرنے والے کبوتر کی طرح کیوں سفر نہیں کرتا۔

رت ہزار بدیع الجمال پیش آید　　بہ بینن وبگذرو خاطر بہ ہیچ کس مسپاد

اگر تیرے سامنے ہزاروں نادر حسن وجمال آئیں، دیکھتے ہوئے گذر جا اور دل کسی کے حوالے نہ کر۔

جس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ پوری طرح راز و نیاز حاصل ہے وہ کیسے دوسروں کے ساتھ مشغول ہو سکتا، اور اپنا چہرہ غیر اللہ کی جانب پھیر سکتا ہے۔

چو دریا می توانی راہ یافت　　سوئے یک شبنم چرا باید شتافت

جب دریا کی جانب راستہ پا سکتے ہیں تو پھر شبنم کے قطرہ کی طرف کیوں دوڑنا چاہیے۔ جو شخص خورشید کے ساتھ راز گفتاری جانتا ہے پھر وہ کیسے ذرّہ کی جانب مائل ہو سکتا ہے۔ جو کوئی طلب حق میں لگا ہے وہ مردِ خدا ہے اور جس کے اندر طلبِ دنیا ہے اس کے سارے اعمال فریب و دھوکا ہیں۔

اے بھائی تجھے معلوم ہے درد کی نشانی کیا ہے اور مرد کس درد میں مبتلا ہے بے قرار لیکن پُرسکون۔ بے سروسامان اور اپنے کام میں درہم برہم ہر ساعت خونِ جگر کا جام پیے ہوئے اور خود سے علیٰحدہ۔ اپنے حقیقت میں ڈوب جائے اور حال پوشیدہ رکھے۔ جب سے ہم نے محبت کے جام کا ایک گھونٹ پیا ہے، خون پیالہ میں ڈال کر دم اندر کھینچے ہوئے ہیں۔ اُس درد کا علاج میں کیا کروں جس درد کو دل وجان کے عوض خریدا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جس چیز کے ساتھ آرام و قرار اختیار کیا اسی میں تیری بلا اور ہلاکت ہے۔ مشائخ رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے: مَن سَکنَ بشئی من دونِ الله کان بلاؤہ وقیل ھلا که فیه۔ جس نے غیر اللہ کے ساتھ قرار پکڑا اسی میں اس کی بلا اور ہلاکت ہے عشق کی راہ میں جوانمردی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کی آل مکرم کے طویل اس اہم کام

میں مشغول ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

مکتوب دوم (۲)

یہ مکتوب جناب ممیز الدین کے خط کے جواب میں تحریر کیا گیا ہے

پریشان حال غریب، خیالِ عجیب میں ڈوبا ہوا اور حبیب کے اشتیاق کی آگ میں جلنے والا بیچارہ غمگین نورِ مسکین کی جانب سے کثیر سلام ودعا۔

واضح ہو کہ تمام احوال قابلِ شکر ہیں مخدوم زادہ کا مکتوب مرغوب پہنچا سلامتی کی خبر نے اپنا چہرہ دکھایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ عمدہ صحیفہ وہ ہے کہ فرصت کو غنیمت جان کر جو ہر لحظہ شرفِ زوال میں ہے ناممکن مافات کا تدارک کرنا چاہیے۔

ہر نفس انفاس عمرت گوہر صیت   گوہر انفاس را ضائع ممکن

تیری عمر کی ہر سانس قیمتی گوہر ہے، سانس کے جوہر کو ہرگز ضائع نہ کر، بوسیدہ ہڈیوں پر اعتماد کرنا بُرا تکیہ ہے اور اس پر غرور کرنا درست نہیں ہے۔ کسی نے اپنے آبا واجداد کے عمل سے نجات اور بزرگی نہیں پایا ہے۔ صرف اپنے عمل سے پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: پس جب صور پھونکا جائے گا تو اس دن اُن کو نسب کام نہیں آئے گا اور نہ اس بارے میں سوال کیا جائے گا۔ سیّد عالم ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے اعمال میں سُستی کی اس کے نسب نے جلدی نہیں کی۔ نیز آپ نے فرمایا: اِیتُونی بِاَعْمَالِکُم وَلا تاتونی بِاَنْسَابِکُم۔ میرے پاس اعمال کے ساتھ آؤ۔ اپنے نسب کے ساتھ ہمارے پاس نہ آؤ۔ اور کہا گیا ہے کہ جنّت اس شخص کے لیے ہے جس نے اطاعت کی اگرچہ وہ کمترین حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ اور جہنم اس شخص کے لیے ہے جس نے نافرمانی کی اگرچہ وہ قریشی سردار کیوں نہ ہو۔ حضرت فرید الدین عطار قدس سرہٗ نے فرمایا:

آنجا کہ بزرگی بایدت بود   فرزندئ من ندارت سود

جس جگہ بزرگی چاہیے وہاں میرا فرزند ہونا تیرے لیے فائدہ مند نہیں ہے۔

ملک میراث نیا بد کے   تا نزند تیغ دو دستے بسے

کوئی شخص ملک میراث میں نہیں پاتا ہے، جب تک دونوں ہاتھ تلوار پر نہ ماریں۔

کیا؟ مخلوق میں سے کسی نے اس پر توجہ کی!

اللہ تعالیٰ کی سنّت اس طرح جاری ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی جانب رُخ کیا اور مخلوق سے منہ پھیر لیا تو اللہ تعالیٰ اُسے پوری طرح اپنے طاعت وبندگی میں مشغول کر دیتا ہے۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ سے منہ پھیر لیا اور مخلوق کی جانب رُخ کیا اُسے اُسی میں سرگرداں اور بے سامان کر دیتا ہے۔ یہ تجربات سے ہے جس نے چکھ لیا پہچان لیا۔ سیّد عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندے زمانہ کی جانب نظر کرو، جس نے خلق سے قطع تعلق کر کے میری جانب نظر کی اس نے دھوکا نہیں کھایا۔ اور کیا؟ کسی نے میری جانب رُخ کیا اور میں نے اُسے معزز نہیں کیا۔ نیز سیّد عالم ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی جانب رُخ کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے بوجھ وذمہ داری کے لیے کافی ہوا اور اُسے بے سان وگمان روزی عطا فرمایا۔ اور جس نے دنیا کی جانب رُخ کیا اللہ تعالیٰ نے اُسے دنیا ہی کے حوالے کر دیا۔ نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے بندے میری جانب بھاگ اور اپنے آپ سے جُدا ہو جا اگر تجھے جہاں کا بادشاہ نہ بنا دوں تو پھر گلہ کرنا۔ اور اگر تو نے غیر کی جانب رُخ کیا اور اس میں مشغول ہوا تو تجھے محتاج اور رسوا کر دیا جائے گا۔ اے اللہ تمام کارسازوں سے بے نیاز ہوں تیرے سوا کسی کو نوازنے والا نہیں رکھتا ہوں: مَنْ طَمَعَ ذَلَّ وَمَنْ قَنَعَ جَلَّ۔ جس نے لالچ کیا ذلیل ہوا جس نے قناعت کیا بزرگ ہوا۔ میں نے اپنے پیر دستگیر حضرت شاہ علاؤ الحق والدین گنج بنات قدس سرہٗ سے سنا ہے انہوں نے فرمایا ہے: اَلطَّمَعُ مرض والسوال سکرات والمنع موت۔ لالچ مرض ہے، سوال کرنا سکرات ہے اور منع موت ہے (سائل کو دینے سے روکنا) سیّد عالم ﷺ نے فرمایا: اِسْتَخْفِفْ عَنِ السوالِ ان السطعتُ۔ حسب طاقت حتی الامکان سوال کرنے سے پرہیز کرو۔ حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ نے فرمایا: رِزْقُ العوام فی یمینھم ورزق

الخواص فی یقینہم۔ عوام کا رزق اس کے دائیں ہاتھ میں ہے اور خواص کا رزق ان
کے یقین میں ہے۔ پیر دستگیر قدس سرہٗ سے بار ہا سُنا گیا ہے: فقیروں کو دو چیزیں درست رکھنی
چاہیے اور دو چیزیں ٹوٹی ہوئی چاہیے یقین اور اعتقاد درست رکھنا چاہیے اور پاؤں اور دل ٹوٹا
ہوا رکھنا چاہیے۔ سیّد عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں شکستہ دل اور بوسیدہ
قبروں کے پاس رہتا ہوں۔ پاؤں کا ٹوٹا ہوا ہونا یقین کے درست ہونے کا نتیجہ ہے، اور دل
کا ٹوٹا ہوا ہونا اعتقاد درست ہونے کا نتیجہ ہے۔

پائے من جز در تو بردر دیگر نرود — اگر مرا سر برود سر تو از سر نرود

میرا قدم تیرے در کے سوا کسی اور کے دروازے پر نہیں جائے گا۔ اگر مجھ کو کوئی خیال
لے جائے تو تیرا خیال سر سے نہیں جائے گا۔ عشق میں شکستہ دل چاہیے اس لیے کہ خشک بندگی
بے فائدہ ہے۔ درویش کا قرار بے قراری میں ہے اور اس کی بندگی و عبادت غیر اللہ سے
بیزاری میں ہے۔ غیر اللہ میں مشغولیت گرفتاری ہے اور باطن میں استغراق کے بغیر بندگی
بیکار ہے۔ اور اپنے ظاہر کو آراستہ کرنا بدکاری ہے۔ اور خونِ جگر پینا بزرگی ہے اور غیر اللہ سے
آنکھیں سی لینا کامیابی ہے۔ عوام ظاہر بندگی میں کوشش کرتے ہیں اور خواص باطن کی پاکی
میں کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آواز آتی ہے اور عتاب ہوتا ہے۔ اے میرے
بندے مخلوق کے دکھاوا کے لیے مدتوں صاف ستھرا رہا۔ کیا؟ میری رضا و خوشی کے لیے ایک
ساعت بھی صاف ستھرا رہا۔ تو نے کس چیز میں اپنی عمر برباد کیا۔ ظاہری پاکی حدث کے
خارج ہونے سے ختم ہو جاتی ہے اور باطن کی پاکی محدثات کی ہوا سے (یعنی محدثات میں
مشغولیت سے) ختم ہو جاتی ہے۔ بعض مشائخ نے فرمایا ہے جو شخص عقبیٰ کی فکر دل میں لاتا
ہے وہ اپنے طریقت کے وضو ختم کر ڈالتا ہے، اور جو شخص دنیا کا خیال دل میں لاتا ہے اس کو
طریقت کی جنایت لاحق ہو جاتی ہے۔ دل کسی چیز میں نہ لگا اور کسی کی مہربانی اور محبت کا اثر نہ
رکھ۔ کیونکہ بے وفائی کی تحریر مخلوق کی پیشانی پر لکھی ہوئی ہے۔ بزرگانِ دین یہ زہر چکھے
ہوئے ہیں اور اس آگ سے جلے ہوئے ہیں۔ تجربہ کے بعد انہوں نے یہ کہا ہے۔ کوئی شخص

ہما کا سایہ نہیں رکھتا اور کسی کی محبت وفا کی بُو نہیں رکھتی ہے۔ تم میں سے جس نے آگ کو پکڑا
جل جائے گا۔ دیکھو آگ کیا ہے۔ فقرا اپنے ظاہر سے مخلوق کے ساتھ ہیں اور باطن کو غیر سے
دھوئے ہوئے ہیں اور اس قول پر عمل پیرا ہیں: اِجْعَلْ ظَاهِرَكَ لِلْخَلْقِ وباطنك
للحق کن کائنا و بائنا۔ خلق میں اپنے ظاہر کی ساتھ اور باطن کو حق کے ساتھ رکھ، مخلوق
میں رہ کر اس سے جُدا رہ، کسی سے لگ کر نہ رہ۔ فقیر کے دل نے کہا آمیختہ ہمہ باش آویختہ
چیزے نباش۔ ہر ایک سے مل کر رہ اور کسی سے لگ کر نہ رہ۔ دل و جان سے تجھ میں مشغول
ہوں اور نظر دائیں بائیں ہے تا کہ رقیب یہ نہ کہیں تو منظورِ نظر ہے۔

مشائخ قدس اسرارھم نے فرمایا کہ توحید ایک مقصد کے لیے ایک سمت میں ہمت کو
کر دینا ہے اس لیے کہ مختلف مقصد دل کی پراگندگی ہے لہٰذا تمہارا مقصود و مطلوب حق تعالیٰ
کے سوا کچھ نہ ہو۔ اندھوں کے لیے میرا جواب یہ ہے کہ میرا رُخ جس جانب بھی ہے میرا
مقصود و مطلوب حق تعالیٰ ہی ہے۔

(۱) بُرے اوصاف سے تزکیہ حاصل کرنا زاہدوں کا مرتبہ ہے۔ (۲) اور غیر حق سے
باطن کو پاک کرنا عارفوں کا مرتبہ ہے۔ اور انوار و اسرار کی تجلی پانا واصلوں کا مرتبہ ہے۔ عروسِ
قرآن اپنے چہرہ سے نقاب اس وقت اٹھاتی ہے جب دار الملک ایمان کو غیر کے غوغا سے خالی
پاتی ہے۔ مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا: عبادۃُ الفقیر نفی الخواطر۔ فقیروں کی عبادت یہ
ہے کہ دل کو ماسویٰ اللہ سے ہر وقت خالی رکھنا کوئی سانس غیر اللہ کے خیال میں نہ نکلے، ہر
سانس میں اللہ کی یاد ہو، اسی کو پاس انفاس کی عبادت کہتے ہیں۔ سلطان العارفین بایزید
بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چار ہزار پیرانِ طریقت کا اس پر اجماع ہے کہ ریاضت کی انتہا
یہ ہے کہ ہر لحظہ جب تو خود کو تلاش کرے تو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ پائے۔ سیّد عالم
ﷺ نے فرمایا: قلبُ المومن حرمُ اللہ و حرام فی حرم اللہ اَن یلج غیرُ
اللہُ۔ مومن کا دل اللہ کا حرم ہے اور حرام ہے کہ اللہ کے حرم میں کوئی غیر اللہ داخل ہو۔

اگر صد جان بری از من حلال است — اگر یکدم زنم بے تو حرام است

اگر سو جان تو مجھ سے لے جائے تو حلال ہے، اگر ایک سانس بھی تیرے بغیر لوں تو حرام ہے۔ خانۂ دل سے اغیار کا غبار بغیر نفی خواطر کی جھاڑو کے صاف نہیں ہو سکتی ہے اور غیر حق کی خاشاک شوقِ الٰہی کی آگ کے بغیر نہیں جل سکتی ہے۔

تاز جاروب لانروبی راہ   نہ رسی سرائے الا اللہ

جب تک ''لا'' کے جھاڑو سے حق کے راستے کو صاف نہ کرے اللہ تعالیٰ کی سرائے میں تو نہیں پہنچ سکتا ہے۔ حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس دعا کو ہمیشہ پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اقْطَعْ عَنِّیْ۔ (اے اللہ مجھ کو مجھ سے جُدا کر)

اے یار بیا و نقد جانم بستاں   مستم کن و زہر دو جہاں بستاں

اے یار! آ، اور میری جاں لے جا، مجھے مست کر دے اور مجھ کو دونوں جہاں سے رہائی عطا کر کہ جو چیز میرے دل میں تیرے سوا آئے اس وقت میرے دل میں آگ روشن کر اور مجھ سے دور کر دے۔ فقیر کے پیر دستگیر بڑی رقت اور بڑے شوق سے یہ دعا سجدہ میں پڑھا کرتے تھے۔

الٰهی نفسی حجابی و قلبی حجابی و روحی حجابی و عقلی حجابی والدنیا حجابی والعقبیٰ حجابی فارفع الحجاب یاصاحب الحجاب۔

عراقی نے فرمایا کہ اے یار عراقی کی جان سے اتنا بھی نہ چھوڑ کہ اس کے کچھ آثار باقی رہ جائیں تاکہ جملہ تو ہو جائے اور تو کہے کہ وہ درمیان سے گُم ہے۔

پیر دستگیر قدس سرہٗ نے وصیت فرمائی کہ کسی مخلوق سے التجا نہ کر کہ جب تو فقیر ہو جائے گا تو در و دیوار سے تم کو روزی پہنچے گی اللہ ربّ العزت سے تجربہ کیا ہوں اور ایسا ہی پایا ہوں۔

حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ نے فرمایا: حق میں مشغول ہو اور آفاق سے گزر جا کہ کوئی شخص اس در سے ہرگز محروم نہیں ہوا جو سُستی و نادرستی ہے ہماری جانب سے ہے، اس کی جانب سے نہیں ہے۔ تو اس کی جانب نہیں چلا کہ جس سے وہ ظاہر ہو ورنہ کون ایسا شخص ہے جس نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا ہو اور اس پر دروازہ نہ کھولے ہوں۔ ہرگز ایسے ویسے کے در پر

نہ پڑا رہ کہ وہ شیطان کے داخل ہونے کی جگہ ہے۔ جو شخص اللہ سے دور ہوا وہ ایسے ویسے کے در پر جا گرا، شیطان وسوسہ ڈالتا ہے کہ اگر ایسا کرے گا تو خوش حالی اور نیک نامی و شہرت حاصل ہوگی۔ اگر تو ایسا کرے گا تو تجھ کو کوئی واسطہ نہ ہوگا۔ تو اپنے کاموں کو اللہ کے سپرد کر اور اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ۔ پر عمل کر۔ تو اپنا کام اس پر چھوڑ دے اور خوش ہو جا۔ اگر تجھ کو زہر بھی دے تو پی جا۔ اور شہرت و نیک نامی کے لیے کوشش نہ کر۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ بندہ کو قبول کر لیتا ہے تو اگر چاہتا ہے تو اس کی نیک نام اور مشہور کر دیتا ہے۔ اور اگر دنیا میں پوشیدہ رکھتا ہے تو کل میدانِ قیامت میں نیک نام اور مشہور کر دے گا۔ حتی الامکان اپنی گمنامی میں کوشش کر اور خود کو پوشیدہ رکھ۔ اگر مشہور ہو جائے تو لوگوں میں بُرا ہے۔ اگر گوشہ نشیں ہو جائے تو تمام تر وسوسہ ہے۔ بہتر یہی ہے کہ تو خضر و الیاس ہو جا کہ تجھے کوئی نہ پہچانے۔ جس کا رُخ نیک نامی کی جانب ہے حریص ہے۔ عاشقی اس میں خام ہے۔ اختیار تو اپنے لیے بُرا جان، بے شک اختیار بُرا ہے۔ اس لیے کہ وہ دائمی نہیں ہے۔ جب کام ہمارے اختیار سے نہیں ہے تو کسی کام کا ہونا ہمارے کرنے سے نہیں ہے۔ چاہیے کہ کسی چیز میں اختیار اور تکلف نہ ہو۔ جو کپڑا مشروع کہ میسر ہو پہن لے، اور جو مباح کھانا مل جائے کھا لے۔ اور اپنے اختیار سے کنارہ کش ہو جا۔ چشمِ پُرنم اور آہ سینہ جو مردانِ حق کا زیور ہے اور لٹکا ہوا ہاتھ محبانِ یقین کا زیور ہے۔ اس سے غافل نہ رہ کہ حق تعالیٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام کی تعریف کی ہے۔ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ۔ اوّاہ بہت آہ و زاری کرنے والے کو کہتے ہیں اگر آہ و زاری کی قیمت نہ ہوتی تو حق تعالیٰ اپنے خلیل کی اس طرح تعریف نہ کرتا۔ سیّد عالم ﷺ نے فرمایا: اُبْکُوْا فَاِنْ لَّمْ تبکوا فتباکوا۔ روؤ، اگر رونا نہ آئے تو رونے والے کی سی صورت بناؤ۔ سیّد عالم ﷺ نے فرمایا: عینانِ لَا تَمَسُّهَا النَّارُ عَیْنٌ تحرُس فی سبیلِ اللّٰہ و عین تبکت من خشیۃِ اللّٰہِ۔ دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔ (عین سے مراد یہاں صاحب عین ہے) ایک وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں جگے۔ دوسری وہ آنکھ جو خدا کے خوف سے اور اس کے شوق میں روئے۔ جو تم میں سے نالاں اور غم

سے گریاں ہے اللہ تعالیٰ کا عاشق اور اللہ کا ہمنشیں ہے۔ زمانے کا درد و ماتم اور اندوہ وغم کی لگام جو عاشقوں کا سرمایہ ہے اور دوستانِ حق کی زینت ہے، ہاتھ سے نہیں دیتے ہیں۔

سیّد عالم ﷺ نے فرمایا: اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عبدا جعل فی قلبہ نائحۃ۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اس کے قلب میں گریہ وزاری ڈال دیتا ہے۔ جب میں غم کے سرمایہ کے سوا نہیں رکھتا ہوں تو کیوں ہر لحظہ ماتم نہ کروں۔ مردانِ حق کا دل درد سے بھرا ہوا ہونا چاہیے۔ رنج وغم کی مشقت سے شابہ پُر کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں نبی مختار ﷺ اور ان کی بزرگ آل واولاد کے صدقے نیکی اور باطن کی پاکی کی توفیق بخشے۔ (آمین)

مکتوب سوم (۳)

خلیفہ حضرت رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کے نام مقالہ

اللہ کے بندوں میں کمزور تر اور اللہ کے بندوں کے قدموں کی خاک درویش زادہ نور کی جانب سے خلیفہ رکن الدالمِلّۃ والدین کو سلام و دعا۔ فرزند دینی و محب دو جہانی اللہ تعالیٰ تمہارے حال کی اصلاح فرمائے اور ارکان مضبوط فرمائے۔ بعد دعا و سلام کے واضح ہو کہ مطرب (گانے والے) غیب سے ظاہر ہوئے اور یہ دو بیت پڑھے۔ فقیر کو ذوق پیدا ہوا، اسی ذوق کی حالت میں یہ مکتوب فرزند دینی کی خدمت میں لکھا جارہا ہے۔ وہ بیت یہ ہیں:

در فراق یار مکتوبے اگر خواہم نوشت — از سرو پا ہمہ خون جگر خواہم نوشت

می فریسد ہر کسے مکتوب سُوئے دوست — لیک من مکتوب خود طرز دگر خواہم نوشت

یار کی جُدائی میں اگر کوئی خط لکھوں گا، تو ابتدا سے انتہا تک پورا خط خونِ جگر سے لکھوں گا۔ ہر ایک اپنے دوستوں کی جانب خط بھیجتے ہیں، لیکن میں اپنا خط انوکھے انداز میں لکھوں گا۔

اے جانِ برادر! ان بلند کلمات کا ذوق اُن تمام شوریدہ حال اور مبتلائے دل کے

جان و دل کی گہرائی ہے جو زہرِ ہلاہل کے پیالے ہر لحظہ جبار کے خم خانہ سے پیتے ہیں اور لا یموت فیھا ولا یحییٰ (اس میں نہ وہ مریں گے نہ جئیں گے) کی مار سے چیختے ہیں اور مُوتوا قبل ان تموتوا (مرنے سے پہلے مرجاؤ) کا شربت ہر دم چکھتے ہیں اور ان کے جگر میں ہر ساعت نَارُ اللّٰہِ الموقدۃ الّتی تطلع علی الافئدۃ۔ (اللہ کی آگ بھڑک رہی ہے جو دلوں پر چڑھ جائے گی) کی آگ روشن رہتی ہے۔ فقیر ہر وقت گریہ وزاری کرتا رہتا ہے۔ سیّد عالم ﷺ نے فرمایا: اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا جَعَلَ فِیْ قَلْبِہٖ نائحۃ۔ (اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اس کے قلب میں گریہ وزاری ڈال دیتا ہے) اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صفت سے متصف ہوجاتا ہے جن کی شان میں کہا گیا ہے: مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی میّت یمشی علٰی وجہِ الارض فلینظر الیٰ ابن اَبی قحافۃ (جو شخص کسی مردہ کو زمین پر چلتے پھرتے دیکھنا چاہتا ہے وہ ابوقحافہ کے بیٹے کی جانب دیکھے) اور وہ خودی کی قید سے چھٹکارا پاجاتا ہے اور حق تعالیٰ سے مل جاتا ہے اور تفرقہ کے بھنور سے نکل کر مرتبہ جمع میں پہنچ جاتا ہے۔ اور اس پر التوحید باجماع اجتماع الھمم (توحید یہی ہے کہ تمام مقاصد صرف ایک مقصد حق تعالیٰ میں سمٹ آئیں) کی حقیقت ثبت ہوجاتی ہے اور وہ دل غیر کے نقوش پاک وصاف کرکے اپنے دل کے صفحہ پر وحدت کا نقش کالحجر لکھ ڈالتا ہے۔ اور وہ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللہ باطل (آگاہ ہو اللہ کے سوا ہر شئے باطل ہے) اور کُلُّ نعیمٍ لَامحالۃَ زائل۔ (ہر نعمت یقیناً زائل ہوجانے والی ہے) کی حقیقت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَاَنْفُسِھِمْ اَفَلَا تبصرونَ۔ (بہت جلد ہم ان کو اپنی نشانیاں کائنات اور ان کی ذات میں دکھائیں گے تو وہ کیوں دیکھتے نہیں) کا بھید ان پر کھل جاتا ہے۔ اور اِن اشعار کے معنی کے درد کی آگ اس کے دل پر شعلہ مارتی ہے۔

تا چنیں تشنۂ زلال وصال — ہمہ عالم گرفتہ مالا مال

جب تک وصال کے شیریں پانی سے محروم ہے تمام عالم رنج وملال میں مبتلا ہے۔

غرق آبیم و آب می طلبیم   در وصالیم و بے خبر ز وصالیم

پانی میں غرق ہیں اور پانی تلاش کر رہے ہیں۔ ہم حالتِ وصل میں ہیں اور وصال سے بے خبر ہیں۔

گنج در آستیں وی گردیم   گرد عالم ز بہریک مثقال

خزانہ آستین میں ہے اور ایک ذرہ کے لیے عالم میں پھر رہے ہیں۔

چند گردیم خیرہ گردِ جہاں   چند باشیم اسیر ظل خیال

کس طرح ہم حیران و پریشاں عالم میں پھر رہے ہیں اور کس طرح ہم سایۂ خیال کے قیدی ہیں۔

ساقیا از بدت بدہ جائے   کز نہاد خود گرفتہ ملال

اے ساقی ہمیں اپنے لب سے ایک جام دے، اس لیے کہ اپنے ہونے کے رنج میں گرفتار ہیں۔

آفتابے روئے خود بنما   تاچو سایہ آورم بزوال

اے آفتاب اپنا چہرہ دکھا تاکہ سایہ کی طرح اپنا رخ زوال کی جانب لائیں۔

تمام بزرگانِ دین اور مردانِ اہلِ یقین اپنے وجود سے نالاں ہیں اور خود سے فانی ہیں۔ خواجہ کائنات خلاصۂ موجودات ﷺ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کے فیصلہ پر جب قید بشریت میں جلوہ گر ہوئے تو فرمایا یَالَيْتَ رَبَّ مُحَمَّدٍ لَمْ يَخْلُقْ مُحَمَّدًا۔ اے کاش محمد کا رب محمد کو پیدا نہ کرتا۔ (ﷺ) ہر ایک اپنے وجود میں خالص خون میں غرق اور مضطرب ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے آپ سے فریاد کرتے اور کہتے: اے کاش میں درخت کا کانٹا ہوتا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زحمت وجود سے روتے اور ماتم کرتے رہتے کثرتِ گریہ وزاری سے اُن کے رخسار پر دو کالی لکیروں کے نشان ہو گئے تھے۔ كَانَ عَلٰى خدى عُمَر خطانِ اَسْوَدانِ مِن كثرة البكاء۔ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ زحمت وجود سے گریہ وزاری کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میرے عطار ہونے کی

زحمت کے سبب راہ میں قوی پست ہوگیا، کون ہے؟ جو میرے عطار ہونے کی زحمت سے فارغ کردے۔ حاصل یہ ہے کہ میری جان کسی حصہ سے نہ چھوڑ کہ اس کے آثار باقی رہ جائیں۔ یہاں تک کہ بس تو ہی رہ جائے اور تو یہ کہے کہ وہ درمیان سے غائب ہے۔

بے چارہ آدمی ابتدا سے انتہا تک خون ہی پیتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے جب روح آدمی کے جسم میں ماں کے رحم میں آتی ہے حیض کا خون ہی اس کی غذا ہے۔ یہ اشارہ اس بات کی جانب ہے کہ تجھے خون پینے اور جگر صاف کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ۔ تحقیق کہ ہم نے انسان کو غایب مشقت میں پیدا کیا۔ حق تعالیٰ نے قسم لام تاکید کے ساتھ یاد کیا اور قد بھی تاکید کے لیے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے انسان کو مشقت اُٹھانے کے لیے ہی پیدا کیا ہے، تن آسانی اور راحت کے لیے نہیں۔ کون سا رنج و مشقت اس سے زیادہ سخت تر ہوگا کہ اس مکار، غدار دنیا جس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا بغیر ابتلا کے اپنے ایمان کو ایمان کے چوروں اور دشمنوں کے چنگل سے بچا کر سلامت لے جائے۔ آدمی کو اس دنیا میں بتلا ہوئے بغیر چارہ نہیں ہے۔ اور حق کی غیرت اس بات سے راضی نہیں کہ اس کا دوست دشمن کے ساتھ مشغول ہو۔ سیّد عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو کوئی مجھ سے دنیا ہی کا خواہاں ہوا ہم نے اس کی آرزو پوری کردی اس کے اندر دنیا کی محبت ڈال دی لیکن اس سے جُدائی یقینی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پناہ دے، کون نقصان اٹھانے والا اتنے بڑے نقصان میں پڑسکتا ہے مگر جو ازلی بدبخت اور ابدی مردود ہے۔ اگر دنیا کے کام میں مشغول ہوتا ہوں تو الضدانِ لاجتمعان۔ دوضد ایک ساتھ نہیں جمع ہوسکتے۔ سیّد عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ اَحَبَّ الدُّنْيَا اَضَرَّ الْاٰخِرَةَ وَمن اجبّ الاٰخرة اضرّ الدنيا۔ جس شخص نے دنیا کو محبوب رکھا آخرت خسارا میں ڈالا اور جس نے آخرت کو محبوب رکھا اس نے دنیا میں نقصان اٹھایا۔ سیّد عالم ﷺ نے فرمایا: دنیا و آخرت ایک دوسرے کے دشمن ہیں ایک کو چاہو گے دوسری رخصت ہوجائے گی۔ ظاہر ہے کہ دنیا حسب مقصد ہونے کے ساتھ آخرت و دین بھی درست

ہو یہ کیسے ممکن ہے کہ آسمان بلند و پست دونوں ہو۔ اپنے جیسے کی طلب ممکن ہے لیکن جو ہم سے
ماسوا ہو اس کی طلب ممکن نہیں، پانی اور مٹی کو رب العٰلمین سے کیا مناسبت ہے۔

حضرت خواجہ شیخ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے معبود تیرا وصال
میری آرزو ہے اور ہمارا بازو تجھے پانے سے قاصر ہے کس کے بازو میں طاقت ہے کہ ہاتھ
اس کے دامن تک پہنچائے۔ بوالہوس فضول سر بگریباں ہیں۔ بزرگوں نے فرمایا طلب ردّ
ہے دروازہ بند ہے۔ اور لوگ قیل و قال کے سوا کچھ نہیں دیکھتے ہیں۔ ایک بزرگ نے فرمایا
ہمارا درد ابدی ہے اور مطلوب لامکانی ہے اور طالب مکانی ہے وہ مکان میں نہیں آتا اور یہ
مکان سے نہیں گزر سکتا لہٰذا ہمارا درد ابدی ہے۔

نہ پائے آنکہ از کرۂ افلاک بگذرم　　نہ دست آنکہ پردۂ افلاک بردرم

نہ ایسا پاؤں کہ افلاک سے گزر جاؤں اور نہ ہاتھ ایسا کہ پردۂ افلاک چاک کر
ڈالوں۔ لَا مِنْكَ الفرار وَلا عنك القرار۔ نہ تجھ سے فرار اور نہ تیرے بغیر قرار ہے۔
اگر صبر کرتا ہوں تو، تو کہتا ہے بیگانہ ہو گیا۔ اور اگر نعرہ ماروں تو کہتا ہے دیوانہ ہو گیا۔ واہ واہ سر
کس پاؤں پر رگڑوں چہرہ کس کے تلوے سے ملوں اور کس کے سامنے فریاد کروں۔ ہزاروں
فریاد تجھ ہی سے ہے اور تجھ ہی سے انصاف چاہوں۔ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
کے پیر و مرشد حضرت شیخ ابوالحسن سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سکراتِ موت کی حالت میں تھے۔
حضرت خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کیفیت دریافت کی، جواب دیا وہ شخص کیسے آرام پا سکتا
ہے جس کے قلب و جگر جل رہے ہوں۔ ایک بزرگ نے فرمایا وہ شخص کیسے لذّت عیش سے
آشنا ہو سکتا ہے جس کا حال یہ ہے کہ اس پر ہر ساعت نئی مصیبت آ رہی ہے۔

چو من سرمایۂ جز غم نہ دارم　　چرا ہر لحظہ صد ماتم نہ دارم

جب سوائے غم کے کوئی سرمایہ نہیں رکھتا ہوں پھر کیوں ہر گھڑی سو (۱۰۰) ماتم نہ
کروں۔

درویشی دل کو کونین کے خیال سے دھو لینے اور غیر اللہ سے آنکھیں بند کر لینے اور حب

غیر حق کے ذکر سے سی لینے اور خونِ جگر پینے اور خودی سے رہائی پا جانے اور حق سے مل جانے
کا نام ہے۔ قلندر ہو جا اور اپنے آپ میں ڈوب جا۔ عشق میں خونِ جگر پی کر مسکراتے ہوئے
خاموشی اختیار کر۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

گفتم بطبیب حال این درد نہاں　　گفتا جز یاد دوست ہر بند و دہاں

میں نے طبیب سے اپنے پوشیدہ درد کا حال بیان کیا، تو اس نے جواب دیا کہ دوست
کے ذکر کے سوا ہر چیز سے منہ بند کر لے۔

گفتم کہ غذا ہمیں گفت کہ خونِ جگر　　گفتم پرہیز گفت از ہر دو جہاں

میں نے اس سے غذا کے لیے دریافت کیا، اس نے جواب دیا بس خونِ جگر۔ میں
نے اس سے پرہیز پوچھا تو اس نے جواب دیا دونوں عالم سے کنارہ کشی اختیار کر۔

اور قضا و قدر پر نظر کرتا ہو تو جان جل جاتی ہے دل پگھل جاتا ہے جگر خون ہو جاتا ہے
اور ہونٹ بند ہو جاتے ہیں۔ للکلام فی لقضاء والقدر کالنظر الی الشمس
لایزداد الا تحیرًا۔ قضا و قدر میں کلام کرنے کی مثال آفتاب کی جانب نظر کرنے کی ہے،
جہاں حیرت کی زیادتی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ میرا محبوب میرا دل لے گیا اور میری جان جلا ڈالا۔

دریائے معرفت کے تمام آشنا قضا و قدر کے سمندر میں سرنگوں، متحیر، اندھے، اُن کے
جگر خون اور آنکھیں پھٹی ہوئی ہیں۔ یہ اس دریا کی موج ہے جس سے آدمی رسوا ہو کر آیا ہے۔
ہزاروں جانیں دریا میں غوطہ زن ہیں میں اپنے محبوب کے گیسوئے پیچ و خم کا قیدی ہوں نہ
بھاگنے کی گنجائش نہ دم مارنے کی جرأت فللہِ الحجۃُ البالغۃ (پس اللہ ہی کے لیے حجت
بالغہ ہے) وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کہہ رہا ہے کہ میں نے تم کو مختار پیدا کیا، ہم
نے اس کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے۔ لیکن ہزار افسوس ہمارے اس اختیار پر ہے۔
اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی کے ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا پیالہ دے دیں اور کہیں اس کو
جھکاؤ لیکن خبردار اس سے پانی نہ گرے۔ ایک محقق نے کہا قتلنی جیش الاختیار
(مجھے اختیار کے لشکر نے قتل کر دیا) سیّد عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا قلب چٹیل میدان میں

پَر کے مانند ہے جسے ہَوا ظاہر سے باطن کی طرف الٹ پلٹ کرتی رہتی ہے۔ ہائے افسوس قضا و قدر کی بجلی نے اختیار کو کیا کر دیا۔ طاعت الٰہی کا حکم دیا اور توفیق سے محروم، گناہ کرنے سے منع کیا اور خواہش کو اس پر مسلط کر دیا، بلایا اور راستہ بند، بیچارہ لوٹنے والا کہاں جائے، غریب کی آنکھیں سَل ڈالیں اور دیکھنے کا حکم دیا۔ حضرت شیخ عبد اللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دعا کا حکم دیا حالانکہ اس پر قلم چل چکا ہے کہ بیچارہ کیا عرض کرے۔

حدیث زلف پیچانت مرا گفتن نمی آید　　بہر شکلے کہ می گویم ہمی پیچد زبان من

تیرے زلفِ پیچاں کی بات کہنے کی استطاعت نہیں ہے، جس صورت میں بھی بیان کروں میری زبان پر گرفت ہوتی ہے۔ مسئلہ اختیار میں جان سوختہ اور زبان بند اور قلم شکستہ ہے، تیرے عشق کا حاصل بس اتنا ہے کہ، سوختم، سوختم الخ۔ (جل گیا) جو فعل اللہ تعالیٰ کی مشیت و قضا سے وجود میں آیا کس کی طاقت ہے کہ اُسے حق تعالیٰ کے فعل میں کمی زیادتی کر سکے۔ شرمندہ ہونے، سر جھکانے، جلنے اور ربنا ظلمنا کہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے۔

ولے بر جگر بزد گفت ہشدار　　کآلودہ نگرد و سرپیکاں من آنجا

اس نے جگر پر تیر مارا اور کہا ہوش رکھ، میرا تیر اس جگہ خون آلود نہ ہو۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کتب اللہُ مَقَادیرَ الخلائقِ قبلَ ان یخلق السمٰوات والارض بخمسینَ الفَ سنۃٍ وکانَ واسعۃً علی الماءِ۔ مقادیر، مقدار کی جمع ہے۔ قدر کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ میں مخلوقات کی تقدیر اس کے جواہر و اعراض اور اجسام، افعال، اقوال، کلیات، جزئیات، حرکات اور سکنات کو آسمان و زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دیا۔ حیرت و تعجب اس بات میں ہے کہ جو چیز آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پہلے آدمی کے وجود میں مقدر ہو چکی ہے اور اس پچاس ہزار سال میں بندہ کے لیے اختیار کی کوئی گنجائش نہیں، تو دنیا میں آنے کے بعد اس کے بدلنے کی کس کو طاقت ہے۔ کسی شخص نے اس راہ کی حد نہیں دیکھی

کسی نے بھی اس درد کا علاج نہیں پایا۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک تم میں سے کسی کی صورت پیدا کرنے سے پہلے اس کی ماں کے رحم میں چالیس دن نطفہ کی شکل میں رہتا ہے پھر چالیس دن گوشت کا ٹکڑا رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کی جانب ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے کہ وہ چار باتیں اس کا عمل، اس کی موت، اس کی روزی اور بد بخت و نیک بخت ہونا لکھ دے اور جسم میں اس کے روح ڈال دی جاتی ہے۔ پس بہت سے لوگ اہل نار کا عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کے اور جہنم کے درمیان ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر اس پر سبقت کرتی ہے اور اہل جنّت کا عمل کر کے جنّت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور بہت سے لوگ اہل جنّت کا عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کے اور جنّت کے درمیان ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے پس تقدیر اس پر سبقت کرتی ہے اور وہ اہل نار کا عمل کر کے جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ اللّٰھم اِنّی اعوذ بک منک۔ (اے اللہ میں تجھ سے تیری پناہ چاہتا ہوں)

ھل نمی کند ہیچ کسے مشکل من　　نے نیز کسے نشان زہد منزل من

نہ کوئی میری مشکل حل کرتا ہے اور نہ مجھے منزل کا پتہ بتاتا ہے۔ رب کے سرد خوف سے میرا دل خون ہو گیا کس راہ سے میں اپنی منزل تک جاؤں۔ تقدیر کے تیر سے جگر سِلا ہوا، جان جلی ہوئی، دل پارہ پارہ منہ بند ہے۔ اِنْ ھِیَ الا فتنتک۔ (یہ تیری آزمائش ہے)

ہم نے تجھے نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے۔

فتنہ انگیزی و دامن درکشی　　تیر اندازی کماں پنہاں کنی

فتنہ برپا کرتا ہے اور دامن کھینچ لیتا ہے، تیر چلاتا ہے اور کمان چھپا لیتا ہے۔

میرے محبوب جب سارے میدان میں تیرا کوئی حریف نہیں ہے، خود گیند پھینکتا ہے اور خود ہی اس کا بیان کرتا ہے۔ کیا ہی حیرانی و سرگردانی ہے اور کیا ہی غیرتِ ربانی ہے اور کیا ہی انسانی درد ہے۔ کام عالمِ عبرت و حیرت میں ہے بلکہ حیرت در حیرت ہے۔ قطب الاقطاب حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نمازِ

معکوس ادا کیا کرتے تھے۔ اور مشائخ نے بھی ادا کیا ہے اور شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے صلوٰۃ معکوس کے چلّہ کے بارے میں نقل کیا ہے۔ اور حضرت خواجہ نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سکندر نامہ میں صلوٰۃ معکوس کا ذکر کیا ہے۔ حق تعالیٰ کی بے نیازی پر نظر کرتے ہوئے سر کی بازی لگائی، سراپا نیاز مندانہ جان پر کھیلے مگر مقصود کی بُو تک نہیں پایا۔ عاجز زبان نے مَا عَرَفنَاکَ حق معرفتک کہہ دیا۔ حضرت خواجہ فرید الحق والدین عطار اور دیگر بزرگانِ دین فریاد کناں ہیں، ہائے اس راہ میں بہت دوڑ دھوپ کی، خود میں ڈوبے اور منزل تک نہیں پہنچے۔ بہت زیادہ اس جنگل میں دیوانہ وار چلے، بہت زیادہ اس راہ میں مردانہ وار پھرے کبھی نعرہ مارتے ہوئے کلیسا میں معتکف ہوئے، کبھی رقص کرتے ہوئے شراب خانہ کا گوشہ اختیار کیا، لیکن ۔

کردیم ہمہ چیز ولے ہیچ نکردیم　　　دیدیم ہمہ چیز ولے ہیچ ندیدیم

سب کچھ کیا لیکن ہم نے کچھ نہیں کیا، سب کچھ دیکھا لیکن ہم نے کچھ نہیں دیکھا۔

اے عزیز جس کسی کے جگر پر یہ آگ شعلہ مارتی ہے رات امید میں دن ہوتی رہتی ہے، آنکھ خون برساتی ہے، جوانی سے بڑھاپا تک طلب میں سرگرداں رہے، رات بھر روتے رہے دنیا نے اس کی بُو تک نہیں سنگھائی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔

ہمہ شب ہزاریم کہ صب نداد بوئے　　　ندمید صبح بختم چہ گنہہ نہم صبا را

تمام رات گریہ وزاری کرتے رہے بادِ صبا نے یار کی بُو تک نہیں سنگھائی۔ میرے بخت کی صبح نہیں ہوئی، صبا پر کیا الزام رکھوں ۔

رین سیوائی سوی نون سیج نہ لدھا ٹھانوں　　　پیو نہ پوچھے بات رے مجھ سہاگن ناتو

ہائے افسوس وصد افسوس خونِ جگر پینے اور جان جلانے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔

اگر چارہ جوئی کرتا ہوں بخت یاوری نہیں کرتا۔ تو جانتا ہے کہ تیرے ہجر میں کس قدر مجبور ہوں، تیرے وصال کے لیے ہزار چارہ جوئی کیا، لاحاصل کہ یہ دولت زور زار سے حاصل نہیں ہوتی۔ ہر چند کہ دریائے ریاضت میں ہاتھ پاؤں ماریں اور مجاہدہ کے نہر میں غوطہ

لگائیں اور مخالفتِ نفس کے پانی سے پیراہن جسم دھوئیں اور آنکھوں کے سیلاب میں خون بہائیں مگر نفسِ امارہ سے چھٹکارا نہیں پا سکے اور نہ داغ گناہ سے پاک ہو سکے ہیں اور نہ خود سے آسودہ ہو سکے ہیں۔ میں نے لباس صاف کرنے کی بہت کوشش کی لیکن اس کمبل کی سیاہی ہم سے دور نہ ہوئی۔ ہم نے بہت زیادہ کوشش وتدبیر کی لیکن ہمارا یہ پیرہن نمازی نہ ہوا۔ تمام عمر طلبِ حق کے میدان میں گیند کی طرح سرگرداں اور حیرت کی وادی میں پرکار کی طرح گردش میں اور چوگان (بلہ) کی طرح سر ڈالنے حیران، نہ بوئے دلدار پائی، نہ دل نے اس کا پتہ بتایا۔ نہ خود سے چھٹکارا ملا، نہ اس کا وصال ہوا، نہ راستہ کی انتہا دیکھی، نہ منزل پر پہنچے۔ اگر نماز میں ہے سوز میں ہے اور اگر نیاز میں ہے آگ میں ہے۔ اور اگر طاعت میں ہے پگھلنے میں ہے اور اگر کام میں ہے مشقت میں ہے۔ اور اگر بیکار ہے آرزومند ہے اور اگر سیر ہے مست ہے اور اگر بھوکا ہے سُست ہے اور اگر اکیلا ہے خیرات میں ہے۔ اور اگر جمع میں ہے (انجمن) غیر میں ہے اور اگر باخود ہے اضطراب میں ہے اور اگر بے خود بے خراب ہے۔ ہر دن سو بار مرنا ہر لحظہ خون پینا ہے۔ وائے حسرت وندامت، عمر کا آفتاب غروب ہونے کے قریب ہے اور کام ہاتھ سے گیا۔ سیاہ روئی، شرمندگی، سر جھکانے، پشیمانی، پریشانی، آنکھوں سے آنسو بہانے، جگر جلانے اور خاک سر پر اُڑانے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ میں نے سوچا شاید زمانہ مہربانی کرے، لیکن نہیں کیا اور آسمان برسرِ پیکار رہا۔ تو ہمارے وصال کا خیال نہیں رکھتا میں بخت کی عادت جانتا ہوں۔ میں مجنوں نہیں اگر لیلیٰ کی طلب میں عرب وعجم نہ چھان ڈالوں۔ ماتمِ روزگار اور دین کا درد اس درجہ ہے کہ اگر ہزاروں زبان وبیان تقریر وتحریر پر اُتر آئیں تو ہزاروں سے ایک اور کثیر سے تھوڑا تمام عمر کہنے اور لکھنے میں صرف کر دیں، اس حقیقت تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ کاش تمام عمر ماتمِ دین میں گزر جاتی۔ شیخ عطار فرماتے ہیں ۔

چوں ندار می شادی از وصل یار　　　خیز برخود ماتم ہجراں بدار

جب تجھے وصالِ یار کی مسرت وخوشی حاصل نہیں ہے تو اُٹھ اور اپنے آپ پر ہجر کا ماتم کر۔ اگر اپنے آپ کو غم سے رہا کر دیں تو بھی ہزار قسم کے غم میرے لیے ہیں اور کچھ نہیں۔

لیکن لایعنی دنیائے فانی کا غم اور شہواتِ نفسانی کی پریشانی ذات انسان پر اس قدر نازل ہو رہی ہے کہ بیچارہ طالب پریشان ہو کر شکست کھا جاتا ہے۔ قسم بخدا فقیر کے درد کی حقیقت زیرِ قلم نہیں آسکتی۔ اور حمیت و غیرت تمام درد کے بیان کرنے کی مقتضی نہیں ہے کیونکہ ربوبیت کے بھید کو کھولنا کفر ہے۔ پروانہ کو جلنے ہی سے صبر مل سکتا ہے۔ کہتا ہے جل رہا ہوں لیکن جلنے کی حقیقت اور اس کے الم کے اظہار سے اس کی زبان گونگی ہے۔

اگر آتش عشق نداری سوختگاں را دریاب اگر مستی عشق نداری بخرابات عشق نشتاب

اگر عشق کی آگ نہیں رکھتا تو اس میں جلے ہوئے کو تلاش کر اور عشق کی مستی نہیں رکھتا تو عشق کے میخانہ کی جانب بھاگ۔

اے بیخبر ز حالت مستاں باخبر بہر نظارہ را بخرابات بگذر

باخبر مستوں کی حالت سے بے خبر انسان، اس کے مشاہدہ کے لیے خرابات سے گزر۔

عمر انتہا کو پہنچ گئی دردِ دل اور ماتمِ روزگار ختم نہیں ہوا۔ خونِ جگر بہا رہا ہوں، جان جلا رہا ہوں اور منزل پر نہیں پہنچا۔ موت کی ہیبت اور عاقبت کا خوف ایک ایسی چیز ہے کہ اگر چینٹیوں کو ہزار زبان اور ہزار آنکھیں ہوں تو زبان سے نوحہ کریں اور آنکھوں سے آنسو بہائیں۔

جان ہمہ زیر کان عالم ربش است زاں یک منزل کہ ہر کسے را پیش است

عالم کے تمام عقل مندوں کی جان زخمی ہے وہ ایک ایسی منزل ہے جو ہر ایک کو درپیش ہے۔ اے اللہ خاتمہ بالخیر کا سوال کرتا ہوں۔

عمر بگذشت وحدیث درد من آخر نشد شب بہ آخر شد کنوں کوتہ کن ایں افسانہ را

عمر گزر گئی اور میرے درد کی کہانی ختم نہیں ہوئی رات ختم ہو گئی اب اس افسانہ کو ختم کر۔

رَزَقْنَا اللہ وایاکم الخاتم بالایمان ولقاء الرحمٰن۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ایمان پر خاتمہ اور لقاء رحمٰن کی سعادت نصیب فرمائے۔

(آمین)

مکتوب چہارم (۴)

رفعت خاں کے نام یہ جواب خط ہے۔

غمگین بے تسکین نور مسکین کی جانب سے رفعت خاں کو کثیر دعا و سلام پہنچے۔ یہاں کے حالات ''حالتوں کے بدلنے والے کے فضل سے لائق شکر ہیں۔ للہ الحمد علیٰ ذالک۔

فرزند نیک نام مقبول حضرت علام، خاں معظم کا خط فقیر تک پہنچا دل کو راحت آنکھوں کو ٹھنڈک ہوئی۔

ہر آں راحت کہ از دیدار باشد بمکتوبے ہماں مقدار باشد

جو راحت و سکون دیکھنے سے حاصل ہوتا ہے خط سے بھی اسی طرح حاصل ہوتا ہے۔ مطالعہ کے بعد دعا کی گئی ہے کہ حق تعالیٰ اس نیک نام فرزند کو ہر آفت و مصیبت سے اپنی حفاظت میں رکھے۔

مشاہدہ سے ظاہر ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ اپنے فضل و احسان سے امید بَر لائے گا۔

فرزند جسے ذرا بھی عقل ہے اس پر خسیس، غدار، مکار ناپائیدار دنیا کی پُرفریب زینت وجاہ و منزلت کی حقیقت ظاہر ہے۔ کیونکہ اس کی مٹھاس میں زہر ہے۔ اس کے پینے میں مصیبت ہے۔ اس کے آرام میں تکلیف، اس کے سرور میں غرور، اس کے کمال میں فتور، اس کا درد بے درد اور اس کی بنیاد برباد ہونے والی ہے۔ کوئی دل اس سے باز نہیں رہتا، حالانکہ اس کی دوستی حق تعالیٰ سے عداوت و دوری کا سبب ہے۔ اس کی عمارت دل کی بربادی کی نشانی ہے۔ اس کی خوشی جان کا غم ہے۔ اس کا غم بے پناہ مشکل کا پیش خیمہ ہے اور اس کا درد بے علاج ہے۔ ہر ایک اس کی وجہ سے ماتم کا ہاتھ سر پر اور حیرت کی اُنگلی دانت میں دبائے ہوئے ہے، جس کے ساتھ موافقت کی اس کو جلا ڈالا۔ جس کو نوازا اس کو پگھلا ڈالا۔ جس کے ساتھ ملی اس کا خون بہایا۔ اس کمینی نالائق دنیا پر ہرگز مغرور نہ ہو۔ لایعنی چیزوں میں مشغولیت اللہ تعالیٰ سے دور کر دیتی ہے۔

دل بریں پیرزنے عشوہ گری دھر مبند نوعروسیت کہ در عقد بے راست برآید

اس بڑھی مکار زمانہ کے ساتھ دل نہ لگاؤ، یہ ایسی نئی دلہن ہے جو بہتوں کے نکاح میں آچکی ہے۔ ایک وقت سیّد عالم ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ ایک مردہ گوش بُریدہ پہاڑی بکری پر نظر پڑی تو آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس بکری کو ایک درم میں خرید لے۔ صحابہ نے جواب دیا کہ ہم اس کو مفت میں بھی لینا پسند نہیں کرتے۔ اس پر سیّد عالم ﷺ نے فرمایا قسم بخدا بے شک دنیا اس سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہے کہ اسے تم پر خرچ کرے۔

اے فرزند کوئی عقل اس چیز کو گوارہ نہیں کرے گی کہ بڑے مردار کو کھا کر اللہ کی عبادت، اس کے شوق، اس کے ذکر اور اس کے قرب سے دور ہو جائے۔ دنیائے فانی کے اسباب اور بیکار چیزوں میں مشغولیت انسان کو ہمیشگی کی سعادت اور دائمی دولت سے محروم کر دیتی ہے۔ عقل مند اسرارِ الٰہی، لہو ولعب سے نہیں گنواتے ہیں۔ یہاں کی شرمندگی اور حسرت کی انتہا ہے، اور وہاں کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ کیس خوب کسی نے کہا ہے۔

اے ز غفلت غرقۂ دریائے آز　　می ندانی کز کہ می مانی تو باز

اے وہ شخص جو غفلت سے حرص وہوس کے دریا میں ڈوبا ہوا ہے، تو نہیں جانتا ہے کہ کس چیز سے تو دور ومحروم ہے۔

ہر دو عالم در لباس تعزیت　　اشک می بارند تو در معصیت

دونوں عالم ماتمی لباس میں ملبوس آنسو بہا رہے ہیں اور تو گناہوں میں مبتلا ہے۔

حُبِّ دنیا ذوق ایمانت بُرد　　زور از تن نور جانت ببرد

دنیا کی محبت تیرے ایمان کی لذت ختم کردے گی، جسم سے طاقت اور جان سے نور تباہ کردے گی۔

کارِ دنیا چیست بیکاری ہمہ　　چیست بیکاری گرفتاری ہمہ

دنیا کا کام کیا ہے؟ سب بیکار ولغو ہے۔ اور بیکاری کیا ہے، سراپا مصیبت وبلا ہے۔

ہائے افسوس کل جب غفلت کا پردہ نگاہ سے اُٹھائیں گے اور یقین کی آنکھ کھولیں گے

اور فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ۔ اس پر پڑھیں گے، اس شرمندگی اور روسیاہی کا کیا علاج ہے۔ تھوڑی دیر اپنے آپ پر ماتم کرنا چاہیے۔ کیا ہی خوب کسی نے کہا ہے۔

ہرگز نخورم غم کہ بفواہم مردن　　یا اندوہ فردا کہ چہ خواہم خوردن

لیکن غم آں خورم کہ ایں روسیاہ　　در حضرت حق چگونہ خواہم بردن

میں اس بات کا غم نہیں کھاتا کہ مر جاؤں گا۔ یا اس بات کی فکر کہ کل کیا کھاؤں گا۔ لیکن غم اس بات کا کھاتا ہوں کہ یہ سیاہ چہرہ رب العٰلمین کے سامنے کس طرح لے جاؤں گا۔ اے فرزند دنیا ایسی چیز نہیں ہے کہ لوگ اس کے وجود وعدم کے غم میں مشغول ہوں اور اپنے دین کو برباد کریں اور خود کو پورے طور پر اس کے حوالے کر دیں۔ اور اپنے عزیز اوقات کو اس میں صرف کریں اور آخرت کو بیکار چھوڑ دیں۔ دنیا اس قدر نہ رکھیں کہ لوگ اس پر رشک کریں، اور اس کے عدم کے باوجود اس کا بیہودہ غم کھائیں۔ وہ شخص جس نے اس ایک مُشتِ خاک پر نظر نہیں ڈالا، حق وانصاف یہی ہے کہ وہ صاحبِ نظر ہے۔

اے فرزند میں یہ نہیں کہتا کہ دنیا کلی طور پر چھوڑ دو، کیونکہ دنیا کلی طور پر چھوڑنے کی سعادت ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ جسے ازلی سعادت ومقبولیت میسر ہے وہی اس توفیق سے نوازا جاتا ہے، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے نوازتا ہے۔ ہم بھی چاہتے ہیں اور دوسرے لوگ بھی چاہتے ہیں لیکن نصیبہ اور بخت جس کا مددگار ہو وہی دوست کا مقبول ومنظور ہے۔ ایک عقل مند انسان ہر دن بلکہ ہر لحظہ اپنے دل کی حالت ٹٹولتا ہے اور اپنے حال کا جائزہ لیتا ہے کہ اتنی عمر گزر گئی اور کیا کام کیا، اور آخرت کا توشہ کیا حاصل کیا اور سانسوں کے جواہرات کو جو زندگی کا سرمایہ ہیں کس کام میں خرچ کیا اور اس جواہرات کو کس چیز کے بدلے فروخت کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مغضوب دنیا سے جو آخرت کے نقصان کا سبب اور شیطان کا ٹکڑا ہے کتنا اپنا ہاتھ کھینچا اور دل کے رجحان کو اس سے کتنا دور کیا۔ حضرت پیر دستگیر سے میں نے سنا ہے، آپ نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک اینٹ اپنے سرہانے رکھ کر سوئے ہوئے تھے۔ اور شیطان ملعون ان کے گرد طواف کررہا تھا۔ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے ملعون کیوں میرے اطراف چکر لگا رہا ہے۔ شیطان نے جواب دیا دنیا میرا حصّہ ہے اور یہ اینٹ میرے حصّے کی چیز ہے اس میں آپ نے تصرف کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اینٹ اس کی جانب پھینک دیا اور فرمایا کہ اپنی دنیا کے ساتھ اِسے لے لو۔ شیطان نے جواب دیا فَنِعْم بانراحة۔ بس اب آرام سے سو جایئے۔ گلشن دنیا کے بارے میں آیا ہے کہ وہ قید خانہ ہے، وہ پورا پورا شیطان کا حصّہ ہے۔ اس حصّہ سے ہاتھ کوتاہ کرلے تاکہ تجھ کو کسی سے اُنسیت نہ رہے نہ مہربانی کی امید رہے۔ دنیا ایک روشن آگ ہے ہر وقت اس میں کوئی نہ کوئی مخلوق جلتی رہتی ہے کل تجھے اس سے کیا حاصل ہونے والا ہے۔ تو اس سے بھاگ کہ تو بے سہارا اور مفلس ہوجائے گا اور عمر کا سرمایہ برباد ہو جائے گا۔ تو حق تعالیٰ کو کیا منہ دکھائے گا اور تو اُسے اپنے کوتاہی کا کیا جواب دے گا۔

ہراک نفس کہ میرود از گوہر عمریست — کانرا خراج ملک دو عالم بود بہا

ہر سانس جو جاری ہے وہ تیری عمر کا گوہر ہے کہ وہ دونوں عالم کے خراج سے زیادہ قیمتی ہے۔

مپسند کایں خزانہ دہی رایگاں بباد — آنگہ روی بخاک تہی دست و بےنوا

اتنے قیمتی خزانے کو ضائع کرنا پسند نہ کر۔ جس وقت کہ تو خالی ہاتھ و بے سہارا خاک کے اندر جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حد درجہ غفلت کو قرآنِ مجید میں بیان فرماتا ہے: يعلمون ظاهرًا من الحيوٰة الدنيا وَهم عن الأخرة غافلون۔ میرے بندے معاش اور کاروبارِ دنیا کو خوب جانتے ہیں اور آخرت و معاد کے معاملہ سے غافل ہیں۔ تفسیر میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص ناخن میں ایک درم رکھا ہو تو اس کی قیمت اور وزن اور اچھائی بُرائی سے اچھی طرح واقف ہے۔ اور اگر اس سے کہا جائے کہ دوگانہ ادا کرو تو وہ کہے گا کس طرح ادا کروں۔ دنیا کے معاملہ میں حد درجہ مہارت اور آخرت کے معاملہ میں اس درجہ غفلت ہے۔ اسی تفسیر میں یہ حدیث ہے: قال النبی ﷺ ان الله يبغض كل خفطری جواظ صخاب بأسواق جيفة بالليل و حمار بالنهار قيل هم الذين يعمرون الدنيا ويعلمون لها ولا يذكرون الأخرة وَمَا يتفكرون۔

سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر سخت دل تیز مزاج کو دشمن رکھتا ہے جو حرام مال جمع کرنے میں لگا رہتا ہے اور بازاروں میں چیختا ہے رات میں مردہ ہے دن میں گدھا ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا آباد کرتے ہیں دنیا ہی کے لیے کام کرتے ہیں آخرت کا غم کرتے ہیں نہ اس کے انجام کی فکر کرتے ہیں۔ اس وقت کیسی رسوائی کا سامنا ہوگا جب بازار حشر میں حق تعالیٰ کا سامنا ہوگا کہ دین کو دنیا کے بدلے فروخت کرچکے ہوں گے۔ دوست رنجیدہ، دشمن موافق حال، عمر کا سرمایہ بربار، حق تعالیٰ کے نافرمان، دنیا بھی ہاتھ سے کھو چکے ہوں گے اور دین بھی ہاتھ نہ آیا۔ تن پرور دہ اور روح مُردہ۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حساب و عتاب میں مبتلا عاجز و پریشان حال نہ سکون و قرار، نہ بھاگنے اور بچ نکلنے کی کوئی صورت کیا ہی خوب حضرت عطار قدس سرہٗ نے فرمایا ہے۔

در غم دنیا گرفتار آمدی — خاک بر فرقت گرفتار آمدی

دنیا کے غم میں گرفتار آئے۔ خاک بر دوش گرفتار آئے۔ حق تعالیٰ نے نافرمانوں کی تنبیہ کے لیے فرمایا: ذَرهم ياكلون ويتمتعون يلههم الاصل فسوف يعلمون۔ اے محمد ﷺ ان کو کھانے پینے تھوڑی دیر دنیا برتنے چھوڑ دیجیے ان کو امیدوں نے غافل کردیا ہے، عن قریب یہ جان لیں گے۔ یعنی دنیا میں غرق اور آخرت سے غافل ہونے اور حق تعالیٰ کی عبادت سے غافل اور دور ہونے کا انجام کیا ہوتا ہے۔ حدیث قدسی ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص ہم سے دنیا کے بدلے راضی ہوا ہم نے اُسے دنیا دے دی اور اس پر شہوت مسلط کردیا، لیکن جدائی یقینی اور جہنم اس کا ٹھکانہ ہے۔ سیّد عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حیرت و تعجب ہے آخرت پر ایمان رکھنے والوں پر جو آخرت فراموش کیے ہوئے ہیں اور دنیا میں کوشاں اور غرق ہیں۔

اے عزیز جس دل میں طلبِ حق کی فکر ہو اس میں سیم و زر کا خیال جگہ نہیں پکڑ سکتا اور جس دل میں سیم و زر کا خیال ہو اس میں طلبِ حق کی فکر ہرگز نہیں ہوسکتی۔ جو دل حق کی یاد سے غافل ہو حق تعالیٰ اس پر نظر نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں دنیا کی جانب مائل ہونے سے بچائے اور سیّد عالم ﷺ

اوران کی بزرگ اولاد کے طفیل آخرت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

مکتوب پنجم (۵)

قاضی زاہد ابن امام ہمام مولانا نظیر الدین مرحوم

لائق وفائق فرزند زاہد (اللہ تعالیٰ دنیا سے بے رغبت اور آخرت میں مشغول فرمائے) کو غمزدہ نور مسکین کی جانب سے سلام ودعا پہنچے۔ آپ کا مکتوب پہنچا، نظر سے گزرا اور بے نظیر دل کی آواز سے آگاہی ہوئی۔ زھد کے تین حروف ہیں۔ ز۔ ھ۔ د۔ زاء سے اشارہ زینت دنیا ترک کرنے کی جانب ہے اور ھاء سے ہوائے نفسانی ترک کرنے کی جانب اشارہ ہے۔ اور دال سے ترک دنیا کرنے کی جانب اشارہ ہے۔ جب تک زاہد کی ذات میں یہ معنی موجود نہ ہو اس وقت تک بلا معنی کے نام ہے۔ جیسے کسی شیر خوار بچے کو عالم کہہ دیں اور اس کے اندر علم نہیں ہے، یہی صورت زاہد کی ہے۔

عزیزِ من! جس طرح ایک طبیب مریض کو پہلے فاسد غذا جو مرض پیدا ہونے کا سبب ہے اور معدہ کو فاسد کرتی ہے، اس سے منع کرتا ہے۔ پھر دوا مسہل دینے کا حکم کرتا ہے تا کہ فاسد مادے جو فاسد غذا سے پیدا ہوئے ہیں اس سے معدہ کو پاک وصاف کردیں پھر دوا دینے کی جانب توجہ کرتا ہے تا کہ مریض کو شفا حاصل ہو۔ اسی طرح طبیب حاذق شریعت ہے۔ شریعت نے زینت دنیا ترک کرنے کا حکم دیا جو تکبر پیدا ہونے اور حق تعالیٰ سے غافل ہونے کا سبب ہے۔ اور ہوائے نفسانی چھوڑنے کا حکم دیا جو حد درجہ مہلک اور اس میں شرک پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰاهُ۔ کیا آپ نے اُسے نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنالیا ہے۔ اور دنیا سے رُخ موڑ لینے کا حکم دیا ہے جو حق تعالیٰ کی مغضوب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دوری کا سبب ہے اور اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان حجاب ہے۔ اسی طرح بُرے اوصاف سے منع فرمایا ہے اور اُقْتُلُوْا بِسیُوْفِ المجاهداتِ والمخالفات کی دوائے مسہل دینے کا حکم دیا ہے (اپنے

نفسوں کو مجاہدہ اور مخالفت کی تلوار سے قتل کرو) تا کہ خسیس جگہ کو رات کے قیام، دن کے روزے اور صومِ وصال وطے کے روزے، چالیس کے چلّے اور گوشہ نشینی کے ذریعہ گندگی اور بُرے اوصاف سے پاک کردیں۔ اس لیے کہ زینت دنیا اور ہوائے نفسانی، دنیا کی محبت اور بُرے اوصاف کا قائم رہنا خلافِ عادت پرستش بشری کی عادت ہے جب تک اس کی پرستش نہیں چھوٹے گی، حقیقی عبادت تک رسائی نہیں ہوسکتی۔ کیا خوب ایک بزرگ نے کہا ہے۔

اے گشتہ مرید رسم و عادت — یک ذرہ نہ بینمت ارادت

اے وہ شخص جو رسم وعادت کا مرید ہے، تیرے اندر ایک ذرہ بھی حقیقی ارادت نہیں دیکھتا ہوں۔

تا رہبرتست عادت خویش — شیطان و منافقی نہ درویش

جب تک تیرے اندر اپنی عادت رہنما ہے، اس وقت تک منافقت وشیطانیت ہے، درویشی نہیں ہے۔ اوصافِ ذمیمہ جو چوپائے کی صفت ہے اور عادتِ بشریت ہے اور اوصافِ حمیدہ سے متصف ہونا جو ملکوتی صفت ہے اور عابدوں، زاہدوں اور صالحین کی نشانی ہے۔ جو درویش اس بھنور سے نکل گئے ان کی شان ہی دوسری ہے۔ ان کے کام پُر خطر ہیں۔ سیّد عالم ﷺ نے فرمایا المخلص علیٰ خطرٍ عظیم۔ مخلص بڑے خطرے میں ہیں۔ اگر عشق و محبت کی دلیل وعلامت نہ ہوتی تو ہر شخص، ہر بوالہوس وتر دامن عشق ومحبت کا دعویٰ کرتے اور ہر نالائق صورت جنید وشبلی بن جاتے۔

نہ ہر تر دامنے را عشق زیباست — نشان عاشقاں ازو پیداست

ہر تر دامن کے لیے عشق زیب نہیں ہے، عاشقوں کی نشانی خود اس کی ذات سے ظاہر ہے۔

نظامی تاتوانی پارسا باش — کہ نور پارسائی شمع دلہاست

نظامی جہاں تک تجھ سے ہوسکے پارسا بن کر رہ، اس لیے کہ پارسائی کا نور دلوں کی شمع ہے۔

جانتے ہو عاشق کون ہے؟ خود کی ذات سے آسودہ حال، کونین سے رُخ پھیرے ہوئے خود سے آزاد اور حق سے ملا ہوا۔ اور ماسوا اللہ کو ٹھکرایا ہوا۔ اور خود کی تدبیر و حیلہ سے گزرا ہوا۔ اور اپنا معاملہ دوست کے سپرد کیے ہوئے اور اپنے اختیار سے ہاتھ اُٹھائے ہوئے اور غیر محبوب سے آنکھ بند کیے ہوئے۔ اور سانپ کے ڈسے ہوئے کی طرح آتشِ شوق کے درد سے تپا ہوا۔ بے سر و سامان، جان جلی ہوئی اور دل میں محبت کی آگ لگی ہوئی، جگر خون کیے ہوئے، سر پر خاک ڈالے ہوئے، یار کے ہاتھوں بازی ہارا ہوا۔ افسوس صد افسوس بے دلیل محبت کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا اور ذلیل ہے۔ ؎

دعویٰ کردی بما دلیلت باید　　　مہر موسیٰ و شوق خلیلت باید

گر صحبت آں یار جلیلت باید　　　مال و تن و جاں جملہ سبیلت باید

ہم سے محبت کا دعویٰ کے لیے دلیل چاہیے۔ موسیٰ کی محبت اور خلیل کا شوق چاہیے۔ اگر یارِ جلیل کی صحبت کا خواہاں ہے تو جسم و جاں اور مال اس کی راہ میں قربان کرنا چاہیے۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کمالِ بے نیازی اور استغنا کے باوجود بندے کو نِدا دے رہا ہے۔ میرے بندے حور و قصور میں مشغول ہوا اور میری ملاقات کو فراموش کر بیٹھا۔ مجھے پانے کی کوشش کر اس لیے کہ میں تیری ملاقات کا مشتاق ہوں۔ آگاہ ہو کہ عاشقوں کا شوق میری ملاقات کے لیے غالب اور دراز ہے۔ اور میں اُن کی ملاقات کا اُن سے زیادہ مشتاق ہوں۔ حال یہ ہے کہ مُحدث کا ہاتھ دامنِ کبریا تک کوشش کے باوجود نہیں پہنچ سکتا۔ دریائے محبت میں غرق شدہ کے لیے یہ بشارت ہے کہ زُدنِي فَاِنِّي مُشْتَاقٌ اِلٰی لِقَائِكَ. میری ملاقات و زیارت کے لیے آؤ اس لیے کہ میں تیری ملاقات کا مشتاق ہوں۔ الغریق یتعلق بکُلّ شئی ڈوبنے والا ہر چیز کو پکڑتا ہے کہ اُصول پر ساحل تک پہنچنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارنا چاہیے۔ اگر مراد کے ساحل تک پہنچ گیا تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی۔ اور اگر جان اس کی طلب میں اس کے سپرد کر دیا تو یقیناً اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔

حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میری محبت میں قتل ہوا تو

اس کا خون بہا میرا دیدار ہے ؎

با درد بساز کہ دوائے تو منم　　　در کس منگر چو آشنائے تو منم

درد محبت کے ساتھ ہو جا کہ میں ہی تیری دوا ہوں۔ کسی اور کا دروازہ نہ دیکھ کہ میں ہی تیرا آشنا ہوں۔

گر بر سر کوئی عشق ناگشتہ شوی　　　شکرانہ بدہ کہ خوں بہائے تو منم

اگر ہمارے عشق کے کوچہ میں پھرتا رہا، تو شکر ادا کر کہ تیرا خوں بہا میں ہی ہوں۔ کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ ہر آن بندوں کے دل میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آواز آتی ہے۔ عَبدِی مَا تصنع بغیری و انت محفوف بخیری۔ میرے بندے میرے غیر سے کیا کام رکھتے ہو، حالانکہ تجھے میری ہی رحمت و بھلائی احاطہ کیے ہوئے ہے۔ کیوں خود کو غیر کے ساتھ مشغول کر کے مجھ سے دور ہو رہے ہو۔ ہم نے تجھے مخلوق میں برگزیدہ کیا اور تو نے ہمارے غیر کو اختیار کیا۔ ہم ہر لمحہ و ہر لحظہ تم پر فضل و کرم کی نظر رکھتے ہیں اور ہمارا غیر کی جانب لالچ کی نظر رکھتا ہے۔ ہم نے تجھے محبوب و پیارا بنایا اور تو ہمارے غیر کو سجدہ کر رہا ہے۔ ہم نے غیریت اور بے گانگی دور کرنے، یگانگی پیدا کرنے کا حکم دیا تو بیگانہ ہو کر دوسروں کی جانب رُخ کر رہا ہے اور ہمارا در کو چھوڑ کر مخلوق کے در پر کھڑا ہے۔ ہم نے تجھے مسجودِ ملائک بنایا اور ہمارے غیر کے سامنے سجدہ کر رہا ہے۔ کل ہمارے سامنے کس طرح چہرہ دکھائے گا۔ اس شرمندگی کا تیرے پاس کیا جواب ہے۔ کیا ہی افسوس اور ذلت کا مقام ہے۔

میدانِ معرفت کے شہسوار لشکر حقیقت کے سپہ سالار شرابِ محبت سے مست و سرشار خاکسارانِ حقیقت کے خردہ خوار حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

از قدم تا فرق کز کہ دور افتادہٗ　　　عرضہ دہ با خویش[۵] نعمتہائے دوست

حق ترا پرورد در صد عز و ناز　　　تو نہ نادانی بغیری ماندہ باز

سر سے قدم تک اسی کی نعمتیں ہیں۔ دوست کی نعمتوں کے شکر کا تحفہ پیش کرتا کہ تجھ پر

---

[۵] اپنے اوپر دوست کی نعمتوں کو ظاہر کر۔

واضح ہو جائے اور تو جان لے کہ تو دوست سے کس قدر مجبور دور جدائی میں پڑا ہوا ہے۔ حق تعالیٰ نے بصد عز و ناز تیری پرورش کی اور تو نادانی ہے غیر کے دَر پر عاجز پڑا ہوا ہے۔

سید عالم ﷺ نے حدیث قدسی بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: عَبدِی کن لی اکن لك وما كان لی یکون لك۔ میرے بندے میرا ہو جا، میں تیرا ہو جاؤں گا اور جو چیز میری ہے وہ تیرے ہو جائے گی۔

اسی کی جانب مشائخ نے اشارہ فرمایا ہے: الشیخ یحی و یموت۔ شیخ زندہ کرتا اور مارتا ہے۔

سلطان العارفین شیخ فرید الحق والدین گنج شکر نے فرمایا: جب تک اس کی رضا میں رہو گے، اس کی ولایت (ملک) میں حکمراں رہو گے ؎

داغِ غلامیت کرد پایۂ خسرو بلند ... میر رعیت بود بندہ کہ سلطان فرید

تیری غلامی کے نشان نے خسرو کے مرتبہ کو بلند کر دیا۔ غلام رعیت کا حکمراں ہو گیا جس وقت اُسے بادشاہ نے خریدا۔ کن لی کا خطاب بندہ پر اسی وقت صادق آئے گا۔ جب بندہ پورے طور پر غیر حق سے علیحدہ اور دور ہو جائے۔ اور ماسوی اللہ سے کسی قسم کا کوئی تعلق اور رابطہ نہ رہ جائے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ہر وہ شئے جو کسی قید میں ہے، اسی کا بندہ ہے۔ سچ کہا ہے کسی نے ؎

ہر رُوبہی نیارد در راہ عشق رفتن ... در راہ عشق باید مردے و شیر [۱] مردے

راہِ عشق میں چلنا ہر لومڑی کا کام نہیں ہے۔ راہِ عشق میں چلنے کے لیے مرد اور شیر مرد چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيلًا۔ یاد کیجیے (اے محمد ﷺ) اپنے ربّ کے نام کو اور غیر اللہ سے تعلق قطع کر لیں، صرف اُسی کی جانب رُخ کر لیں۔ غیر اللہ کی جانب ہرگز رُخ نہ کریں۔ یہاں پر تبتیلا تاکید کے لیے ہے ؎

نہ ہر بدست و پائے مجال ایں سفر باشد ... قدم باید ہم از اول ز غیر اللہ برخیزد

۱؎ معشوق جب دونوں عالم سے علیحدہ ہے تو عاشق کو چاہیے کہ وہ دونوں عالم سے دور ہو۔

اس راہ کے سفر کی طاقت ہر دست و پا کو نہیں ہے۔ اس راہ کا پہلا قدم غیر اللہ سے رُخ موڑ کر اُٹھانا ہے۔ جب تک پورے طور پر خدا کا نہ ہو جائے اور کلّی طور پر غیر اللہ سے علیحدہ نہ ہو جائے، اس وقت تک اکن لک کا اہل نہیں ہو سکتا۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: تجوع ترانی و تجرّد تصل الیّ۔ بھوکا رہ تو مجھے دیکھے گا اللہ کے سوا چھوڑ دے مجھ تک پہنچ جا۔ ؎

اگر الائشے داری بموئے ... نیابی تو ازیں رہ ہیچ سوئے

اگر ایک بال برابر بھی غیر سے ربط ہے تو کسی صورت اس راہ سے اس تک نہیں آ سکتا۔

نعلین و عصا ترا حجاب است ... با موسیٰ ازیں سبب عتاب است

نعلین اور عصا تیرا حجاب ہے، اسی سبب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہوا فاخلع نعلیك الخ۔

جس کے دل میں خدا کے دین کی طلب کا درد ہو گا یقیناً وہی غیر اللہ سے علیحدہ اور دور ہو گا۔ جو شخص اپنے درد میں مبتلا ہو گا اُسے کسی چیز کی کیا پرواہ ہوگی۔ جو شخص دین کا درد رکھتا ہے، وہی ہوش مند اور عقل مند ہے۔ جو اپنی ہستی فراموش کر چکا ہے اس لیے کہ یہ راہ ان جواں مردوں کے لیے ہے جو جان کی بازی اور اس کے کوچہ میں قربان کر دینے کا جذبہ رکھتا ہو۔ یہ بوالہوس اور نازک بدن، خود میں حیران اور لرزاں رہنے والوں کی راہ نہیں ہے۔ مخلوق (انسان) کے تین گروہ ہیں۔

(۱) ایک وہ طبقہ جو خدا کے بندوں سے خدا کے لیے جنگ میں مصروف ہے۔ یہ علما کا طبقہ ہے جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں مشغول ہیں۔

(۲) دوسرا وہ طبقہ ہے جو اپنے لیے خدا سے جنگ کر رہا ہے۔ یہ غیر اللہ کی پرستش کرنے والوں کا طبقہ ہے۔

(۳) تیسرا طبقہ وہ ہے جو خدا کے لیے خود سے جنگ کر رہا ہے یہ درویشوں اور عاشقوں کا طبقہ ہے۔ جو ہر لحظہ خدا کی راہ میں خود کو قربان کرنے کے لیے تیار ہے اور خدا کی راہ

میں جان کی بازی لگائے ہوئے ہے اور اس کی راہ میں خون بہاتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ''عاشقاں سرکوئی تو جاں بازانند'' عشاق تیرے کوچے میں سرڈالے جان کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔۔۔ جب تک تُو خود سے علیحدہ نہ ہوگا۔ شرابِ بے خودی نہیں چکھے گا اور شوق کی آگ تیرے دل میں نہ لگے گی اور حق تعالیٰ کی طلب کا درد تیری جان میں نہ ہو تو درویشوں کے کلام کا ذوق نہیں چکھ سکتا۔ درویشوں کے قصے نہیں سن سکتا ؎

تا نیاید درد ایں کارت پدید   قصۂ ایں درد نتوانی شنید

جب تک اس کام کا درد تجھ میں نہ ظاہر ہو، اس درد کا قصہ تو نہیں سُن سکتا۔

شرابِ حقیقت سے مست شیخ فرید الدین عراقی نے فرمایا ؎

اے بے خبر ز حالت مستاں باخبر   بہر نظارہ را بخرابات بر گذر

اے باخبر مستوں کی حالت سے بے خبر انسان اس کے مشاہدہ کے لیے خرابات سے گذر۔۔۔ ٹھہر جا۔۔۔ یہاں تک کہ تیری نگاہوں سے غفلت کا پردہ اُٹھائیں اور پوشیدہ حقائق کو تجھ پر ظاہر کریں۔ اور حقائق کا مشاہدہ کرنے تیری یقین کی آنکھوں کو روشن کریں۔ اس وقت تو عذر کی زبان عجز کے ساتھ کھولے گا اور صد ہزار ندامت و حسرت سے کہے گا واحسرتا واندامتا۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہم نے کوتاہی کی اُس وقت اللہ تعالیٰ تم سے خطاب فرمائے گا۔ اُلان وقد عصیت۔ اب جب کہ تیرے ہاتھوں سے نقصان کی تلافی کا امکان ختم ہو چکا ہے تو عذر کی زبان کھول رہا ہے اور حسرت وندامت کا اظہار کر رہا ہے۔ اب اس حسرت و ندامت سے کیا فائدہ ہے۔ تو نے ہماری نافرمانی کی دشمنوں سے موافقت کی مجھ کو بیگانہ جانا۔ ہمارے دشمنوں کو پنا بنایا۔ مردار دنیا کھانے والوں کے ساتھ مردار کھاتا رہا اور ہمارے ساتھ وفا و محبت کے رشتے کو ختم کر ڈالا۔ تو نے غیر خدا کی پناہ پکڑی، اُن پر بھروسہ کیا اور ہلاکت و تباہی کے غار میں جا گرا۔ فما ذا بعد الحق الا الضلال۔ تو اب حق سے روگردانی کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: اے لڑکے چند باتوں کی تعلیم

دے رہا ہوں۔ اسے محفوظ رکھ، اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کی پابندی کر، خداوند قدوس تیری نگہبانی فرمائے گا۔ دنیا و آخرت میں ہلاکت سے محفوظ فرمائے گا۔ اور جب تُو سوال کرے تو اللہ ہی سے سوال کر اور مدد چاہے تو اللہ ہی سے مدد طلب کر۔ یہ جان لو کہ اگر ساری مخلوق اس بات پر جمع ہو جائے کہ تم کو نفع پہنچائے تو اتنا ہی کر سکتی ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ اور اگر نقصان پہنچانے پر جمع ہو جائے تو اتنا ہی کر سکتی ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے نقصان لکھ دیا ہے۔ قلم اس پر رُک گیا اور صحیفے خشک ہو گئے یعنی وہی حکم نافذ اور جاری ہے جو ازل میں فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس میں ذرہ برابر تبدیلی نہیں ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ (اس کے بعد اب دوسرا کوئی حکم نافذ نہیں) حاصل یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے جو ارشاد فرمایا کہ تمام اوّلین و آخرین مخلوق تقدیر کے بدلنے پر اگر جمع ہو جائیں تو نہیں بدل سکتے۔ اب دوبارہ اس پر قلم نہیں چل سکتا تقسیم شدہ رزق کم اور زیادہ نہیں ہو سکتا۔ پھر کس سبب سے لوگ غیر اللہ کی چاپلوسی کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے رُخ پھیرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے یہ وعدہ ہے: اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ۔ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ جیسا مونس و حاجت روا تو رکھتا ہے تو تیرے لیے لازم ہے کہ تو ماسوی اللہ سے رُخ موڑ لے اور اُن سے جدائی کا خط کھینچ ڈال۔ جب ہمارے وجود سے پہلے ہمارا کام انجام پا چکا ہے اور سارے فیصلے ہو چکے ہیں، پھر کس وجہ سے مخلوق کے پاس اپنی حاجت لائیں۔ ہم پر لازم ہے کہ مخلوق کے درمیان سے اپنے آپ کو دور کر لیں اور تمام معاملات خداوند قدوس کے حوالے کر دیں۔ اور اس کی قضا پر جان و دل سے راضی ہو جائیں۔ اس نے جو چاہا وہی ہوگا۔ ہم جو چاہیں وہ نہیں ہو سکتا ؎

چوں کار با اختیار ما نیست   ہمہ کردن کار، کار ما نیست

جب ہمارا کام ہمارے اختیار میں نہیں ہے، تو سب کام کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی۔ اے داؤد! میں جو کچھ چاہتا ہوں اس

پر راضی رہ۔ میں تیری تمام حاجتوں کی کفایت کروں گا۔ اور اگر تم میری مرضی پر راضی نہ ہوئے تو پھر تم تمہاری مراد کے رنج و مشقت میں ڈال دیے جاؤ گے۔ اور ہوگا وہی جو ہم چاہیں گے۔

میں نے اپنے پیر و مرشد دستگیر سے سُنا ہے: انھوں نے فرمایا کہ ایک بزرگ بیمار ہوئے، لوگوں نے اُن سے دریافت کیا: آپ کو صحت چاہیے؟ انھوں نے جواب دیا نہیں۔ پھر لوگوں نے سوال کیا: مرض چاہیے۔ انھوں نے جواب دیا نہیں۔ پھر لوگوں نے سوال کیا: موت چاہیے؟ انھوں نے جواب دیا نہیں۔ پھر لوگوں نے دریافت کیا: آپ کو کیا چاہیے؟ انھوں نے جواب دیا: میں وہی چاہتا ہوں جو میرا ربّ چاہتا ہے۔

ایک سالکِ طریقت نے کیا خوب کہا ہے ؎

قضاءٌ جری و کتاب سبق — فھل ینفعن جزع امر قلق

قضا (فیصلہ) جاری ہو چکا اور لکھا ہوا گذر چکا، پس کیا گریہ وزاری فائدہ دے گا۔

قضاء اللہ ماشاء فی حکمہ — فیم اضطرابک والامر حق

قضائے الٰہی جو چاہا اس کے حکم میں ہے۔ پھر کس بات میں تیرا اضطراب ہے، حالانکہ فیصلہ برحق ہے۔

قضا کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ وہ ہمارا پیدا کرنے والا ہے اور خالق نے ہمارے حق میں جو چاہا وہی ہے۔ ہمارے چاہنے کا کوئی اثر نہیں ہے۔ میں وہ ہوں جو تونے خاک سے اُٹھایا۔ اور تونے اپنے علم کے مطابق اپنی مرضی سے تقسیم فرمایا۔ تونے میرا کام میرے ہاتھوں میں نہیں چھوڑا۔ انسان سے وہی ظاہر ہوا جیسا تونے مقرر فرمایا۔

اے اللہ! تیری پناہ چاہتا ہوں کثرتِ گفتار سے اور عمل میں کوتاہی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی بزرگ اولاد کے طفیل۔

اور ناقص کردار اور پرکار کی طرح سرگرداں ذرّہ کی طرح حیراں کے حق میں ایمان کی سلامتی کی دعا کریں۔

مکتوب ششم ۶

(یہ واضح نہ ہوسکا کہ یہ خط کس کے جواب میں روانہ کیا گیا)

اُصول اخلاص کی تحقیق و تمہید اور اتحاد کی دعا کی تائید کے بعد واضح ہو کہ ذرّہ کی طرح سرگرداں حیراں و پریشاں نور جو حیرت کے تندور اور حسرت کی آگ میں ہر لحظہ اس کا جگر بریاں اور آنکھیں آنسو بہاتی ہوئی، بے علاج درد، بے انتہا ماتم اور جدائی کے شعلے سے اس کی ہر لحظہ جان جلی ہوئی۔ اس کا دل خون، خون۔ تلاش کر اس دل کو جو ایک دَم میں سو بار خون ہوجاتا ہے۔ عمر کے ایک حصّے تک حیرت کی وادی اور حسرت کے میدان میں حیران و پریشان پھرتا رہا۔ انتظار میں ایک زمانہ گذر گیا لیکن مقصد کی بُو تک نہیں پایا۔

صد ہزار افسوس کہ عرصۂ دراز تک اس کی یاد میں جان سوختہ اور جگر خون کرتا رہا اور ماتم روزگار کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ اپنی حالت تو یہ ہے کہ ؎

چشم خفاش را چہ از خورشید — مرغ محبوس را چہ از گلزار

چمگاڈر کی آنکھوں کو آفتاب سے کیا فائدہ، قید میں بند پرندہ کو گلشن سے کیا حاصل ہے۔

جدائی کے غم کا زہر، پردیس کی تکلیف و تنہائی اور ناموافق زمانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ جب زہر کو شکر سمجھ کر پینے، خونِ دل بہانے اور جان جلانے کے سوا کوئی حیلہ نہیں ہے۔

مدتے شد کہ من غمزدہ سودائی — میکشم بار فراق و ستم تنہائی

زمانہ ہوا کہ میں یار کے غم میں دیوانہ، جدائی کا بوجھ اور تنہائی کا ستم جھیل رہا ہوں۔

جرعۂ زہر غریبے چو شکر می نوشم — ز کف ساقی دور فلک مینائی

ایک پردیسی کی طرح شکر سمجھ کر زہر کا گھونٹ نیلگوں آسمان کی گردش میں ساقی کے ہاتھوں پیتا ہوں۔ غم کے سوا کوئی مونس نہیں، ماتم کے سوا کوئی غم خوار نہیں، درد کے سوا کوئی ہم نشیں نہیں ہے۔ اس غم پرور دل کو بغیر تیرے غم کے کوئی خوشی نہیں۔ اے دل غم کھا کہ اس کے سوا کوئی غذا نہیں۔ مرغِ جان کو جسم کے پنجرے میں سوائے بے قرار ہونے، جان کھانے اور آرزو ختم کرنے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔ خود سے آزاد ہونے، پنجرہ توڑنے اور فضل و کرم کے

باغ میں پہنچنے کے سوا کوئی خواہش نہیں۔ یار کے مشتاق بلبل جان تو خود انصاف کر کہ بغیر فضل و
کرم کے باغ میں جائے جسم کے پنجرہ میں تڑپنے کے سوا کیا ہے۔۔۔ ٹھہر، تا کہ تجھے آگ
کے دریا میں ڈال دیں اور تیرے جگر کو نارُ اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ کے
آگے سے جلا ڈالیں۔ تا کہ اس شعر سے لذت آشنا ہو ۔

اے کہ آں دریا کہ موجش آدمی خوار آمدہ   صد ہزاراں جاں دریں دریا نگو آمدہ

اے شخص وہ دریا جس کی موج سے آدمی ذلیل وخوار آیا ہزاروں جان اس دریا میں
غوطہ کھا کر آئے۔ نہ دوست تک پہنچنے کی طاقت، نہ اس کے بغیر سکون ممکن، نہ اس تک پہنچنے کی
کسی کو طاقت، نہ کسی کو اس سے صبر ممکن، نہ کسی کو پہچاننے کی طاقت، نہ کسی کو اس کی جانب چلنے
کے پاؤں، نہ کسی کو اس کی بُو پانے کی رسائی، لنگڑی کی ہوئی چیونٹی کنواں کے اندر قید کس طرح
بلند تخت سلیمان تک پہنچنے کی صورت، اس کی یاد میں جل جانے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے ۔

صد ہزاراں خلق سودائی او   زاہداں را سخت رسوائی او

لاکھوں مخلوق اس کی دیوانی، زُہاد اس راہ میں رسوا و ذلیل، جان جلی ہوئی اس کے شوق
کی آگ نے جگر پگھلا ڈالا۔ اس کے درد کے شعلے سے دل سراسیم اور حیران و سرگرداں، اور
عقل وفکر اس کے کوچے میں برباد آنکھیں اس کے ماتم میں خون بہاتی ہوئی حضرت کردگار
کے شوق کی آگ میں جلے ہوئے شیخ فریدالدین عطار کیا خوب فرمایا ۔

در دو عالم نیست کہ راز ہرۂ   نا تواند یافت از وی بہرۂ

دونوں عالم میں کسی کی مجال نہیں کہ اس سے کچھ حصہ پا سکے ۔

نے بدورہ نہ شکیبائی از و   صد ہزاراں خلق سودائی از و

نہ اس تک پہنچنے کی راہ، نہ اس کے بغیر صبر کی طاقت، لاکھوں مخلوق اس کی سودائی ہے۔

وصف او چوں کارے جاں پاک نیست   عقل را سرمایۂ ادراک نیست

نہ اس کے وصف تک پاک جان کی رسائی ہے، نہ عقل کو اُسے سمجھنے کی صلاحیت ہے۔

کرد مورے در میان چاہ بند   کے رسد برگرد سیمرغ بلند

کنواں کے اندر قید کی ہوئی چیونٹی کس طرح بلند سیمرغ کے آثار کو پا سکتی ہے۔

افسوس صد افسوس کون سینہ ایسا ہے جو اس کے درد سے چھدا ہوا نہیں ہے۔ کون آنکھیں
ایسی ہیں جو اس کی آرزو میں خون نہیں ٹپکا رہی ہیں۔ اور کون دل ایسا ہے جو اس کے سودا سے
سہا ہوا نہیں ہے۔ اور کون جان ایسی ہے جو اس غم میں خستہ نہیں ہے۔ اور کون سر ایسا ہے جس
نے خود کو اس راہ میں پائمال نہیں کیا۔۔۔ اور کون شخص ایسا ہے جس نے اس کو پہچانا اور خود
سے جدا نہیں ہوا۔ اور کون شخص ایسا ہے جو اس سے ملا اور کونین کے غم سے چھٹکارا نہیں پایا۔

ہر لحظہ جان کھونا اور ہر لحہ بے قرار ہونا، نہ اس کے بغیر ہونے کا امکان اور نہ اس کے
دوست تک تصور کی رسائی ہے۔

ہر آن مرنا اور جلنا ہی جلنا ہے۔ امکان کی حد سے ماسوا سلطان کے جمال کے مشاہدہ
کی ہوس ایک فقیر ومحتاج انسان جس کی ابتدا وانتہا فقر ومحتاجی کے سوا کچھ نہیں ہے کہ دل میں
ہونا ایک فاسد خیال ہے۔۔۔ اس دولت کے پانے کے لیے نہ ہمارے بازو کی طاقت ہے نہ
ہمارے آرزو کی استطاعت ہے۔ جب تک قسمت کی مدد اور محبوب کی مرضی نہ ہو ۔

تا دوست کرا خواہد و میلش بکدام است   دست بداماں او نیست بہ بازوی کس

جب تک دوست کسی کو نہ چاہے اس کا رجحان کسی کی طرف نہ ہو۔ کسی کے بازو کی
طاقت نہ ہو کہ اس کے دامن تک پہنچے۔ بوالہوس فضول سرگریباں ہیں۔ تیرے عشق کا حاصل
اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ محبوب کے عشق میں جل کر خاک ہو جائے۔ انتظار کر کہ تجھ کو فنا
کردیں۔ اور تجھ پر جمالِ بےخودی ظاہر کریں۔ اور اذا جاء نصر اللہ کا راز اور راحت و
سکون تجھ پر کھلے۔ تا کہ مشائخ کبار کی باتوں کی حقیقت تجھ پر روشن ہو۔ حضرت منصور رحمہ
نے فرمایا کفرت بدین اللہ والکفر واجبٌ علی۔ اور حضرت سلطان بایزید بسطامی
موت کے وقت جب کلّی طور پر فنا ہوئے اور زنار درمیان میں حائل تھا۔ فرمایا میں اپنا زنار
کاٹتا ہوں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہوں۔ گروہِ صوفیا کے نزدیک جب تک
بشریت کا ایک ذرّہ بھی باقی ہے شرک وکفر باقی ہے۔ دو معبودوں کا تصور شریعت میں شرک

ہے اور دو وجود کا خیال حقیقت میں شرک ہے۔ حضرت جنید بغدادی حضرت شیخ عبداللہ ابوالحسن سری السقطی رحمہ کی دہلیز پر تیس سال تک عشاء اور فجر کی نماز ایک ہی وضو سے ادا کرتے رہے اور تیس سال تک دل کی نگہبانی کرتے رہے۔ ایک مرتبہ ان کے دل میں یہ خیال گذرا کہ منزلِ مقصود تک پہنچ گئے۔ غیب سے آواز آئی جنید وقت آگیا ہے کہ تیرے زنار کا گوشہ تم پر ظاہر کردیں۔ آپ نے فریاد کی الٰھی ما ذنبی۔ اے معبود میرا کیا گناہ ہے؟ جواب آیا: حیاتک ذنب لا یقاس بها ذنب۔ تیرا وجود ایسا گناہ ہے جس کے مقابل کسی گناہ کا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اس شہر میں تو رہے یا میں رہوں۔ دو وجود سے ولایت کا کام پریشان کن ہے۔ ہم بت پرست ہیں مگر ایسا کہ تُو زاہد کہتا ہے حال یہ ہے کہ میرے ہاتھ میں تسبیح مگر زنار کے ساتھ۔ تسبیح و مصلی زاہدوں عابدوں کی نشانی ہے۔ جلنا پگھلنا اور خود سے آزاد ہونا اور دوست سے مل جانا اور شرابِ بے خودی پینا جاں بازوں اور دل جلوں اور اس کی راہ میں۔۔۔۔۔ فنا کر دینا خود سے آزادی پانے والوں کی نشانی ہے۔ فقیر کے پیر دستگیر اس شعر پر مدتوں وجد و کیف میں رہے ؎

پیوستہ مرا بودے تسبیح و مصلائے	بر باد شدہ آں تقویٰ الکوں من و میخانہ

جب تک مجھ سے تسبیح و مصلی ملا رہا وہ سارا تقویٰ فنا ہوگیا اور اب میں ہوں اور میخانہ ہے۔ جب تک بشریت کی کدورت سے آزاد نہیں ہوگا صفاتِ یار اور خالص شراب کی لذت نہیں پائے گا۔ خالص محبت کو مَے اور شراب کہتے ہیں۔ اس کے پینے والوں اور بے خود رہنے والوں کو مشتاق کہتے ہیں ؎

اے بے خبر حالت مستان باخبر	بہر نظارہ را بخرابات برگذر

باخبر مستوں کی حالت سے اے بے خبر۔ مشاہدہ کے لیے خرابات سے گذر جانا۔

حق تعالیٰ کی محبت و ارادہ کو میخانہ و خرابات اور مرشد کو ساقی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: سَقٰھُمْ رَبُّھُمْ شرابًا طهورًا۔ ان کے رب نے اس کو پاک شراب پلائی۔ طہور، مطہر کے معنی میں ہے یعنی پاک کرنے والا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وانزلنا

من السّماء ماءً طهورًا۔ ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اُتارا۔ چنانچہ پاک پانی ظاہری نجاست و گندگی سے پاک کرتا ہے۔ اور شراب محبت باطن کو اغیار کی گندگی سے پاک کرتا ہے۔ اور ہمت کے مرغ کو دونوں جہاں سے اُڑا کر خالق کائنات تک پہنچاتا ہے۔

جیسا کہ حی و باقی کی شراب محبت کا مست

شیخ فخرالدین عراقی فرماتے ہیں ؎

ساقی بیار دانہ مرغان لامکاں	در پیش مرغ ہمت من دانہ افشاں
تاز آشیان کون چو سیمرغ یرم	پرواز گیرم از خود وانہ جملہ بگذرم
این قفس کہ پر و بال ان شکست	نران ھوی کانانت پر و بال گسترم

ساقی لامکاں کی جانب پرواز کرنے والا مرغ کے لیے۔۔۔۔۔ میرے جانباز مرغ کے آگے دانہ ڈال۔ تا کہ کون و مکاں کے آشیانہ سے سیمرغ کی طرح پرواز کر جاؤں خود کی ذات اور تمام جہاں سے پرواز کرتے ہوئے گذر جاؤں۔ یہ قفس جس میں میرے پر و بال ٹوٹے ہوئے ہیں۔ اُس کائنات کی جانب جہاں اپنے پر و بال پھیلاؤں۔۔۔۔ جب تک میخانہ سے محبت کی شرابِ بے خودی کا ایک گھونٹ نہیں پیے گا اور شوق کی آگ سے جوش نہ آئے اور اشتیاق کے درد سے شور نہ پیدا ہو ماسویٰ اللہ کی قید سے نہیں نکل سکتا اور نہ خود سے رہائی پاسکتا اور نہ محبوب سے مل سکتا ہے۔ جانباز جب خلوت میں بحرِ عشق کی موج سے جوش میں ہوتے ہیں تو اس کے ایک گوہر کو ہفت اقلیم کے عوض بھی فروخت نہیں کرتے۔۔۔ اور ماسویٰ اللہ کے حجاب کو ایک نعرۂ حق سے اُتار پھینکتے ہیں اور جب وحدت کے میخانہ سے بے خودی کی شراب پیتے ہیں تو فضا حق کے ساتھ اپنے آپ کو غیر حق سے جُدا کر لیتے ہیں۔ لیکن فقر کا لباس فرماں بردار کے صف میں پہن لیتے ہیں۔ نہ وہ دنیا کے لہو و لعب نہ عقبیٰ کے اندیشہ میں ہوتے ہیں۔ نہ آج کے سودائی نہ کل کے افسانہ میں ہوتے ہیں، جب بے خودی کی شراب اس میخانہ سے پیے گا اور اس کی مستی سے بے قرار ہوگا اُس وقت مشائخ کے ان کلمات کی لذت جو بے خودی کے غلبہ سے ان کی زبان سے نکلے ہوئے ہوتے ہیں چکھے گا۔ اگر انا

الحق اور لیس فی جُبتی سوی اللہ کا نعرہ مارے گا اور زور ہوگا۔ عاشق جب بے خودی
کی مصفّٰی شراب پی لیتا ہے بشریت کی کدورت سے کامل طور پر پاک وصاف ہوجاتا ہے۔
اسی محل و مقام میں وہ اس مغالطہ میں پڑ جاتا ہے اور اپنے معشوق کے لباس میں پاتا ہے اور
کبھی معشوق کو خود کے لباس میں پاکر پکار اُٹھتا ہے۔ میں اس سے ہوں یا وہ مجھ سے ہے میں
حیران ہوں کہ اپنا نام کیا رکھوں، میں معشوق ہوں یا تو، میرا عاشق کون ؎

مرقۃ الزجاج ورقۃ الخمر   فقشابھا وفتشا کل الامر

شیشہ کی لطافت اور شراب کی لطافت دونوں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ معاملہ ایک
دوسرے کے درمیان امتیاز کرنے سے مشکل ہوگیا ؎

ہمہ جام است ونیست گوئی مئی   یامئی است این ونیست گوئی جام

سب جام ہی ہے اُسے شراب نہیں کہہ سکتے۔ یا شراب ہی ہے اُسے جام نہیں کہہ سکتے۔

تا ہوا رنگ آفتاب گرفت   رخت برداشت ازمیانہ کلام

یہ جب ہوا آفتاب کا رنگ اختیار کرلیتی ہے تو درمیان سے تاریکی اپنا ڈیرا اُٹھالیتی
ہے ---- اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں محبت کا جام پلائے اور کما حقہ معرفت عطا کرے۔ (آمین)

مکتوب ہفتم (۷)

مسکین نور کی جانب سے قاضی شہر قطب المشائخ کو ہزاروں سلام ودُعا پہنچے۔
حالات کے بدلنے والے کے فضل سے ظاہر حالات موجب شکر ہیں۔ الحمد علیٰ ذلک
قطب المشائخ کا پسندیدہ مکتوب نہایت عاجزی و انکساری کے ساتھ جو بڑے
بزرگوں کا سرمایہ اور صاحبِ مرتبہ پیروں کا طریقہ ہے، خواجہ شریف الدین جو قطب المشائخ
کے پڑوسی ہیں کے بدست پہنچا۔۔۔ اس کے مطالعہ سے دل میں شورش اور جان میں جوش
پیدا ہوا۔ جو بات دل سے نکلتی ہے یقیناً وہ دل میں سرایت کرجاتی ہے۔ دل کا اضطراب
رخصت ہوا اور جان پُرسکون ہوگئی۔۔۔ جس کا دل عشق کی آگ سے بھرا ہوا ہو یقیناً اس کی

ہر بات دلکش ہوگی۔ اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے کمال فیض سے عالی جناب کے دل کو پُرانوار
اور اپنے انوار سے منور اور اپنے اسرار سے آراستہ اور اپنے درد میں مبتلا اور دنیا و اہلِ دنیا کے غم
اور اپنے غیر کی یاد میں مشغول ہونے سے پاک وصاف کرڈالا ہے ---- یہ اللہ تعالیٰ کا فضل
ہے جسے وہ چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ مخلوق کو میری طرح اس کی تلاش میں رقص میں لاتا ہے۔
دو دوست کس کو چاہتا ہے اور کس کی طرف مائل بہ کرم ہوتا ہے اُس وقت ظاہر ہوتا ہے۔

اے جانِ برادر! فقیر کو چاہیے کہ دل کو نین سے فارغ اور خالق کائنات میں مشغول
رکھے تاکہ اس کا فقر صحیح ہو۔ ہر تر دامن کے لیے یہ راستہ نہیں۔ کامل درویش دریا کی طرح
ہے، اس میں نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ اور کسی مردار و گندگی کو قبول نہیں کرتا۔ اور
مبتدی سالک بندھے ہوئے پانی کی طرح ہے جو تھوڑی ناپاکی سے ناپاک ہوجاتا ہے۔ تمام
مشائخ کا اتفاق ہے انھوں نے فرمایا ہے کہ کسی مبتدی کے لیے دنیا اور اہلِ دنیا کی صحبت سے
بڑھ کر کوئی شئے نقصان پہنچانے والی نہیں ہے۔۔۔۔ اس جگہ ایک نکتہ ہے کہ بہتا پانی میں
کتنی بھی نجاست گرجائے وہ پانی کو ناپاک نہیں کرتا۔ لیکن جب اس پانی کا رنگ اور وصف
بدل جائے تو یقیناً پانی ناپاک ہوجاتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الماءُ طہورٌ
لا ینجسہ الا ما غیر لونہ او طعمہ وریحہ۔ یعنی پانی کو کوئی گندگی ناپاک نہیں کرتی
مگر یہ کہ پانی کا رنگ بدل جائے یا اس کا مزہ اور اس کی بُو بدل جائے۔ مگر ایسی صورت میں
کہ نجاست سے پانی کا رنگ اور اس کا مزہ یا بُو بدل جائے۔ مذکورہ پانی دو صفتوں سے متصف
ہے خود پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔ چنانچہ جاری پانی کی طاہریۃ اور طھوریۃ نہیں ختم
ہوتی۔ مگر ایسی صورت میں کہ اس کی تین صفتوں میں سے کوئی ایک صفت بدل جائے۔
درویش بھی واصل وموصل کی صفتوں سے خالی نہیں ہوتا۔ مگر اسی وقت جب اس کی تین صفتوں
میں سے ایک دنیا کی گندگی سے متغیر ہوجائے۔ دنیا کے نجاست ہونے کی مثال جاری پانی
میں نجاست کے واقع ہونے کی ہے۔ اگر جاری پانی میں نجاست نے اس کی صفت کو متغیر نہیں
کیا ہے تو وہ طاہر مطہر رہتا ہے۔ اور اگر اس کی صفت متغیر ہوجاتی ہے تو اس کا طاہر ومطہر ہونا

باقی نہیں رہتا ہے۔ درویش کی حالت میں بھی اگر دنیا اور اہلِ دنیا کی محبت سرایت کر جاتی ہے تو درویشی کی لذت، ذکرِ حق کی لذت اور مشاہدۂ حق میں استغراق کی لذت ختم ہو جاتی ہے۔ یا وصالِ محبوب کی بوئے نسیم ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے کہ جب دماغ غیر حق کی محبت اور غیر حق کی بو سے پاک ہو جاتا ہے تو حق تعالیٰ کے فیض کی نسیم اس کی مشامِ جاں تک پہنچتی ہے۔ اس وقت درویش حق تعالیٰ کی محبت میں مست و مدہوش اور اس کی تجلی میں غرق ہو جاتا ہے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: اِنی لا جدُ ریح الرحمٰن من جانب الیمن (میں رحمٰن کی بو یمن کی جانب سے پاتا ہوں)۔ اور یہ ذوق و عرفان ہی سے پہچانا جاتا ہے۔

از کجا کی آمدی اے باد کہ دیوانہ شدم　　بوئے گل نیست و لے آید از بوئے کسے

اے ہوا تُو کہاں سے آئی ہے کہ میں دیوانہ ہو گیا ہوں۔ یہ پھول کی بُو نہیں ہے لیکن یار کی خوشبو ہے۔ درویشی کا رنگ وِرد و وظائف کرنا، دنیا ترک کرنا، خود کی ذات سے آزاد ہو جانا، خلق سے جدائی، ماسویٰ اللہ سے رُخ موڑ لینا اور ربِّ اکبر کی جانب پورے طور سے متوجہ ہو جانا ـــــ دنیا کی گندگی اور اہلِ دنیا کی صحبت ایسی نقصان دہ شئے ہے جو درویش کے اوصاف بدل دیتی ہے۔ فقیر صفت واصل و موصل سے خارج ہو جاتا ہے۔ فقیر کی مثال جاری پانی کے ساتھ کلّی مناسبت رکھتی ہے یعنی لطافت و صفائی، طہارت و پاکیزگی اور عدم سکون و آرام۔ یہ تنبیہ ہے عقل والوں کے لیے۔ درویش کامل دریا کی طرح کسی گندگی و نجاست کو اپنے اندر جگہ نہیں دیتا ہے۔ ساری گندگی کو باہر پھینک دیتا ہے۔ اور خود کو جواہرات اور موتیوں اور انوار و اسرارِ الٰہیہ کا مخزن بنا لیتا ہے۔ درویش کا معاملہ خدا کے ساتھ رہتا ہے۔ مخلوق سے بے نیاز ہے۔ غیرِ خدا کی جانب اس کا دل مائل نہیں ہوتا۔ دل کی آنکھوں کو غیرِ خدا سے پوشیدہ رکھتا ہے۔ اپنی حاجت مخلوق سے رکھنا خطا جانتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاذا سألت وَاسْئلِ اللهَ فاذا استعنت فاستعن باللہ۔ پس جب تُو سوال کرے تو اللہ سے سوال کر اور مدد چاہے تو اللہ ہی سے مدد چاہو۔ اپنے پیر دستگیر سے میں نے سنا ہے، انہوں نے فرمایا کہ بزرگوں نے حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ

آپ خدا تک کیسے پہنچے؟ آپ نے جواب دیا: جس دن میں نے چار تکبیر کہا۔ پھر دریافت کیا گیا کہ وہ چار تکبیر کیا ہے؟

انھوں نے جواب دیا۔ ایسا ہے کہ میں نے یقین کر لیا کہ تمام مخلوق مردہ ہے اور میں نے ان کے جنازہ پر چار تکبیر کہہ دیا کہ نہ مجھ کو اُن سے کوئی حاجت و کام، نہ اُن کو مجھ سے

ما را دگر معاملہ با ہیچکس نماند　　بیعے کہ بے حضور تو کردم اقالہ امدت

مجھ کو دوسرا کوئی معاملہ کسی کے ساتھ نہ رہا۔ تیری موجودگی کے بغیر جو خرید و فروخت کیا وہ سب فسخ ہے۔ (اقالہ شریعت میں کہتے ہیں دو شخصوں کے درمیان جو خرید و فروخت طے ہو اُسے ختم کر دینا، فسخ کر دینا)

اے بھائی! فقیر کے اندر جب تک فقر کے تینوں حروف کے تین، تین معنی نہ پائے جائیں اس وقت تک اس پر فقیر کا اطلاق درست و جائز نہیں ہے۔

فؔا کے تین معنی یہ ہیں: ۱ فاقہ، ۲ غیر حق سے فرار، ۳ خود کی ذات سے فنا

قؔ کے تین معنی: ۱ قناعت، ۲ نفس پر قہر، ۳ غیر اللہ سے قطع تعلق

رؔا کے تین معنی: ۱ قضائے حق سے راضی رہنا، ۲ حق تعالیٰ سے رِجا (اُمید) رکھنا، ۳ اور حق تعالیٰ کی جانب رجوع رہنا۔

بزرگوں نے فرمایا ہے: من تشیّعت جاء الھموم لم یبال اللہ فی ایّ وادٍ اھلکه۔ جس شخص کو اس کی آرزوؤں اور اُمیدوں نے پراگندہ حال کر دیا اللہ تعالیٰ پرواہ نہیں کرتا کہ اُسے آرزوؤں کی کس وادی میں ہلاک کر دے۔ اس کی اُمیدیں بے حساب اور عمر محدود و مختصر اور ساری عمر انھیں اُمیدوں میں ختم ہو جاتی ہے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے۔ اسی درمیان اچانک موت آجاتی ہے اور اس کی موت غیر اللہ کی آرزوؤں میں واقع ہو جاتی ہے۔ موت بُری حالت میں ہو جاتی ہے۔ جب دل ایک ہے تو مطلوب اور آرزو بھی ایک ہی ہو۔ تا کہ موت کے وقت پریشانی و شرمندگی نہ ہو۔ کسی بزرگ نے فرمایا ہے

یک دل وصد آرزو بس مشکل است　　یک مرادت بس بود چوں یک دل است

ایک دل اور سو آرزوئیں یقیناً دشوار ہے۔ تیری ایک مراد بس کافی ہے جب کہ دل ایک ہے بہت افسوس ہے۔ بندہ کا اللہ تعالیٰ سے روگردانی کی پہچان یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سوا غیر ضروری چیزوں میں مشغول ہے۔ بندہ کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے خالق ورازق کے سوا کسی شئے میں مشغول نہ ہو۔ ہر دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دل کی جانب متوجہ ہو کر فرماتا ہے: اے ابن آدم میں تیری ضرورت ہوں پس تو اپنی ضرورت کو لازم پکڑ۔ انا کافیك عن كل شيئ ولا يكفيك عني شيئ۔ میں تجھے ہر چیز کے لیے کافی ہوں اور کوئی شئے تم کو مجھ سے بے نیاز نہیں کرسکتی۔ پس افسوس صد افسوس کہ بندہ خود کو غیرِ حق میں مشغول کرلیتا ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ہر وہ انسان جس کی عمر ایک ساعت ایسی شئے میں مشغول گزری جس کے لیے وہ نہیں پیدا کیا گیا ہے تو یقیناً وہ اس لائق ہے کہ اس کی ندامت وحسرت بھی بے حساب وبے انتہا ہو۔

رُخے کہ ہر کفِ پائے تو من ہمی مالم   دراخیم اگر بر گل و سمن مالم

جس رُخ کو میں تیرے تلوے پر ملتا ہوں، مجھے افسوس ہے اگر میں اُسے گل ویاسمین پر ملوں۔

حضرت شیخ عبد اللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے: اگر حضوری میں ہے تو ہزار دانش مندی ہے اور اگر غیبوبت میں ہے تو ہزار نادانی ہے۔ یہ باتیں اہل خبر کے لیے کارآمد ہیں۔ بے خبروں کو غمِ روزگار سے کیا واسطہ ہے۔ اللہ تعالیٰ موت سے پہلے ہمیں اور تمھیں بیداری عطا فرمائے اور اس کی بارگاہ میں حضوری کا شوق زیادہ بڑھائے اور اس دولت سے نوازے۔ (آمین)

مکتوب ہشتم (۸)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ رب کریم کے طالبوں اور مشتاقوں کا پسندیدہ مکتوب مختلف قسم کے فصیح وشیریں جملوں سے بھرا ہوا، جس کی ہر سطر اخلاص سے پُر، سچّے اعتقاد کی

بولتی تصویر اور ہر حرف کمال صدق واتحاد کی حکایت سے بھرا ہوا۔ حضرت خلاقِ عالم کے شائق واشتیاق بلکہ اہل اللہ کے قدموں کی خاک حقیر بندہ کو ملا۔ اس کے مطالعہ سے دل کو کشادگی اور روح کو تسکین ہوئی۔ جس کا دل عشق الٰہی کی آگ سے بھرا ہوا، اس کا ہر جملہ اسرارِ الٰہی کو کھولنے والا اور دلکش ہوتا ہے۔ ہاں وہ شخص جس کی پیشانی پر سعادت ونیک بختی تحریر ہو اور اس کی صلاحیت آخرت کی تیاری میں مشغول کردی گئی ہو۔ حدیث میں ہے: اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہر دن تین وقت آواز دیتا ہے۔ صبح کے وقت یہ آواز دیتا ہے طوبیٰ لِمَنْ فارقَ الدنيا سالما۔ خوش خبری ہے اس کے لیے جو دنیا سے سلامتی ایمان کے ساتھ جُدا ہوا۔ اور دوپہر میں آواز دیتا ہے طوبیٰ لِمَنْ اَشْبَہ قبل الموت۔ خوش خبری ہے اس کے لیے جو موت سے پہلے مردہ سے مشابہ ہوگیا ہو۔ اور شام کے وقت ندا دیتا ہے طوبیٰ لِمَنْ دَخَل القبر مُسْلِمًا۔ خوش خبری ہے اس کے لیے جو قبر میں مسلمان ہو کر داخل ہوا۔ اور جس کی بدبخت کے تالا کو توبہ کی کلیدِ سعادت سے کھولا گیا ہو اور جسے اِنَّ اللهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ۔ (بے شک اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے) کے فرشِ محبت پر بٹھایا گیا ہو اور جسے نفس کے عیوب اور خواشات کے شر سے آگاہ کیا گیا ہو۔ یہ کام خبر والوں کے لیے ہے بے خبر لوگوں کو زمانے کے فکر وغم سے کیا واسطہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اَلْعزیز کو اللہ تعالیٰ نے نفس کے عیوب اور خواہشات کی بُرائی سے آگاہی بخشی ہے اور اپنے دوستوں کے مقام ومرتبہ میں پہنچایا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اِذَا اَحبَّ اللہُ عَبْدًا اَبصَرَہٗ بعُیُوبِ نفسہ۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اس کو اس کے نفس کے عیبوں کو اس پر ظاہر فرمادیتا ہے۔ اور آخرت کے عذاب سے نجات عطا فرماتا ہے اور يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَابْتَغُوا اليه الوسيلةِ۔ وسیلہ کی جانب اس کی توجہ پھیر دیتا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کیا گیا وسیلہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: التقربُ الى الفقراء والدُّنوا مِنْهُمْ۔ فقراء کا قرب حاصل کرنا ان سے قریب ہونا۔ اور کمالِ تقرب ارادت (بیعت) میں ہے۔ مشائخ کرام نے فرمایا ہے مرید اپنے پیر سے اُس وقت تک جُدا نہ ہو جب تک

اس کے قلب کی آنکھیں روشن نہ ہو جائیں۔ ارادت سعادت مندی کا نتیجہ اور سیادت کا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت کا وسیلہ ہے۔ مشائخ کا ارشاد ہے: لولا المربی ما اعرف ربی۔ تربیت کرنے والا (مرشد) اگر نہ ہوتا تو اپنے رب کو میں نہیں پہچانتا۔

ہر کہ بخویشتن رود رہ نبرد سوئے دوست   ہر کہ دلش سوئے ارادہ کشد کارش بسعادت کند

جو شخص اس راہ میں اپنے آپ چلتا ہے وہ دوست کی جانب لے جانے والا راستہ نہیں پاتا، جس کا دل ارادت کی جانب جھکتا ہے اس کے کام کا انجام سعادت پر ہوتا ہے۔

ارادت نداری سعادت مجوی   بچوگانِ خدمت تواں برد گوی

ارادت نہیں رکھتا تو سعادت مت تلاش کر خدمت کے بلّے سے گیند لے جا سکتے ہیں۔

عزیزانِ کرام طالبانِ حق کے لیے پندرہ کلاہِ ارادۃ روانہ کی جارہی ہے چند دیندار لوگوں کو جمع کرلیں اور دو رکعت نماز توبہ ادا کریں۔ اور اپنے ہاتھ کلاہ پر رکھیں اور اپنا چہرہ شیخ کے گھر کی جانب کریں اور یوں کہیں ہم عہد کرتے ہیں فلاں شیخ اور اُن کے پیروں کے ساتھ کہ ہاتھ، زبان اور آنکھ کو خلافِ شرع کاموں سے محفوظ رکھیں گے اور اپنے ہاتھ اور زبان سے کسی کو تکلیف نہیں دیں گے اور کوئی خلافِ شرع کام نہیں کریں گے۔ اس کے بعد وہ کلاہ سر پر پہن لیں اور دو رکعت شکرانہ نماز ادا کریں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھوں کو بوسہ دیں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ اخلاص اور محبت سے رہنے کا عہد کریں۔ اور ہر فرض نماز کے بعد دس (۱۰) بار سورہ اخلاص اور دس (۱۰) بار درود شریف اور دس (۱۰) بار استغفار پڑھیں۔ اور کوشش کریں نماز باجماعت ادا کریں۔ اور ایامِ بیض، تیرہ، چودہ، پندرہ کو ہر ماہ روزہ رکھیں۔ اگر کوئی عُذرِ شرعی نہ ہو۔ اور بُرے لوگوں کی صحبت سے پرہیز کریں۔ بُروں کی صحبت تباہ کرنے والی ہے، جس جگہ رہیں خدا کے ساتھ سچائی سے رہیں۔ فقیری خدا کے ساتھ سچائی سے رہنے کا نام ہے۔ ارادت کی پہلی رات جتنا ممکن ہو سکے بیدار رہ کر ذکرِ حق میں گزاریں۔ بزرگوں کا طریقہ شب بیداری ہے۔ پہلی رات کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی انسان توبہ کرتا ہے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا آج ہی ماں کے شکم سے باہر آیا ہے

لہٰذا اس رات کو غنیمت جانے جس کسی کو نیک بختی نے صورت دکھایا ہر رات اُسی مقدار بیدار رہ کر ذکرِ حق میں مشغول رہے۔ توفیقِ الٰہی ساتھ ہو حضور سیّدِ عالم ﷺ اور ان کی بزرگ اولاد کے طفیل انجام بخیر و عافیت ہو۔ (آمین)

مکتوب نہم (۹)

(یہ مکتوب حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے حالتِ سفر میں اپنے فرزندوں، عزیزوں کو تحریر فرمایا ہے۔ اس وقت کے سیاسی حالات جو بنگال کے مسلمانوں کے حق میں خطرناک اور مسلمانوں کے سیاسی زوال عظیم خطرے کا پیش خیمہ بنا ہوا تھا اسی کی جانب اشارہ فرمایا ہے۔)

پنڈوا سے جدا ہونے کے بعد عزیزوں کو تحریر کیا جارہا ہے۔ اگر میں کچھ تحریر کروں تو تندرست لوگوں کو سمجھ میں کیا آئے کہ زخمی کے زخم کا کیا حال ہے۔ خاکسار، مصائبِ روزگار میں غمزدہ، دین کے درد اور دنیا میں اپنے وجود کے درد میں گرفتار اور اپنے ہونے کے غم میں مضطرب، طاعت و عبادات میں ناقص، کوتاہیوں کے سبب بے قرار، سرنگوں و شرمندہ، بے چارہ مسکین نور کی جانب سے سلام و دعا پہنچے۔۔۔

کبھی کبھی یہ فقیر اپنے احکم الحاکمین کی بارگاہ میں ایسے وقت میں فریاد کناں رہتا ہے جب امراض اور باطن کی خرابی میں مبتلا متحیر اور پریشاں ہوتا ہے

من چناں در درد خود در ماندہ ام   کز ہمہ آفاق دست افشاندہ ام

میں اپنے درد میں ایسا عاجز ہوں کہ تمام عالم سے ہاتھ اُٹھائے ہوئے ہوں اور امیدوار ہوں کہ کوتاہیِ عمل کے دفتر پر عفو و درگذر کے قلم کھینچ دیں۔

اے جانِ پدر! زمانے کے عجب تماشے و معاملے ہیں کہ بے نیازی و استغنا کے دریا میں ایسا جوش آیا کہ ہزاروں علما و مشائخ اور زہاد و عباد کو کفار کے معاملے میں دار پر کھینچ ڈالا۔ چار سو ۴۰۰ سالہ نورِ اسلام کفر کے تاریک پردے میں چھپ گیا اور ہدایت کی افادیت ختم

ہوگئی اور الانسان بنیان الرب کی بنیاد منہدم ہوگئی۔اپنوں کے قضا میں خلل واقع ہوگیا۔اور اس کے گناہ جو بدنام ازل ہیں خس وخاشاک دنیا کی لالچ کے سبب رضائے حق سے محروم ہوگئے۔اور ایمان کے اوامر ونواہی کافروں کے تصرف میں پہنچ گئے۔اور گناہوں کے ارتکاب کی سختی اپنوں پر آگئی۔اور اسلام کی لگام مشرکوں کے ہاتھ میں کشادہ کردی گئی۔اسلام کفر سے بدل گیا۔یہاں تک کہ دین کے فوائد ختم ہوگئے۔اور کفر کا جھنڈا آسمان پر بلند ہوگیا۔اور ایمان کی خرابی کی راہ کھل گئی۔اور غیر مفید چیزوں کی لالچ انسان میں سرایت کرگئی۔یہاں تک کہ خدا کے ساتھ کفر سے بھی بے خبر ہوگیا۔سبحان اللہ (پاک ہے اللہ کی ذات) ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: أولئك كالانعام بل هم اضل سبيلا۔ جانوروں سے زیادہ گمراہ غیر متناہی اسرار کے قرب میں جانے کی گنجائش نہیں۔اور نہ حکمتِ الٰہی کی باریکیوں کے مشکلات میں زبان کھولنے کی مجال ہے۔مسافر کو پردیس میں سکونت کی کیفیت سے کیا غرض۔ہم اپنے مقام کی جانب جارہے ہیں۔جو ہمارا مسکن اور ٹھکانہ ہے۔بلند و برتر ہے اللہ تعالیٰ کی شان کہ ایک کافر بچے کو بے سبب ایمان بخشا اور حکومت کے تخت پر اپنے دوستوں پر مسلط کردیا۔یہاں تک کہ کفر غالب ہوگیا اور عالمِ اسلام میں خرابی سرایت کرگئی۔کون جانتا ہے کہ کیا حکمت اس میں ہے۔ہر وجود کی ایک قسمت ہے نہ عابدوں کی عبادت ان کی مددگار رہوئی، اور نہ کافروں کا کفر پابہ زنجیر ہوا۔نہ عبادت وطاعت سے کوئی فائدہ، نہ کافروں سے کوئی نقصان۔اس پاک ذات سے متعلق ذاتِ صمد کی شان وحکومت کو فائدہ ونقصان سے کیا تعلق ہے۔خواہ حافظِ قرآن ہو یا بت پرست ہو۔اس کی شانِ الوہیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ہزاروں آہ، ہزاروں درد اس کی شانِ بے نیازی کے ایک کرشمہ نے بے شمار جانوں کو جلا ڈالا۔جگروں کو پگھلا ڈالا۔آنکھوں سے خون جاری ہوگیا۔اے محبوب تیرے ایک کرشمہ نے عقل ودین کی راہ ماردی۔اسی کرشمہ سے فریاد ہے کہ اس طرح مارا، افسوس صد افسوس اسلام کا آفتاب گہن میں آگیا اور شریعت کا چاند تاریک ہوگیا۔اللہ تعالیٰ کے حکم کے بموجب تعاونوا علی البر

والتقویٰ۔ اور یا عباد اللہ انصروا اللہ ای انصروا الی دین اللہ کے قضیہ پر ہر مسلمان پر دین کی مدد واجب ولازم ہوگئی۔اگرچہ ہماری نصرت کے اسباب ہماری قدرت میں نہیں ہیں، مگر باطن میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں راتوں کو رجوع ہوکر گڑگڑانا اور فریاد کرنا چاہیے اور حضرت مجیب الدعوات سے رات کی تاریکی کے ازالہ کی درخواست کرنا چاہیے ؎

چوں ندادی شادی از وصل یار　　خیز برخود ماتم ہجراں بدار

جب تجھے وصالِ یار کی خوشی حاصل نہیں تو اُٹھ اور اپنی جدائی کا ماتم کر۔فقیر کو اپنی دعاؤں میں خود کے ساتھ شامل رکھیں۔اگرچہ سفر میں ہوں۔میرا رب جانتا میری روح کا پرندہ اسی طرف پرواز میں ہے۔

مکتوب دھم (۱۰)

(برائے ارادت)

تمام حمد اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے بیعت کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت قرار دیا۔اس حیثیت سے کہ فرمایا: اذ یبایعونك تحت الشجرة (جس وقت کہ لوگ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کررہے تھے) اور مشائخ کرام نے بیعت کو قاضی الحاجات کی تربیت میں پہنچنے کا وسیلہ اور رضائے الٰہی اور سعادتِ ابدی کے پانے کا ذریعہ قرار دیا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیه الوسیلة۔ (اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ تلاش کرو) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: ما الوسیلة یا رسول اللہ!۔ یا رسول اللہ وسیلہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: التقرب الی الفقراء والدنوا منھم ۔ فقرا سے قریب ہوجانا۔اور کمالِ تقرب ارادت کی بنیاد پر ہے۔اس لیے کہ ارادت کی شرط یہ ہے کہ مرید اپنے شیخ سے دل میں ایک لحظہ کے لیے بھی غافل نہ ہوا۔اور اپنے پیر کی ولایت کو سارے مکان وزمان میں محیط مشاہدہ کرلے۔اور درود نازل ہو اس کے رسول پر جس نے دین کے ارکان کی تائید

هوگئی اور الانسان بنیان الرب کی بنیاد منہدم ہوگئی۔اپنوں کے قضا میں خلل واقع ہوگیا۔اوراس کے گناہ جو بدنام ازل ہیں خس وخاشاک دنیا کی لالچ کے سبب رضائے حق سے محروم ہوگئے۔اورایمان کے اوامرونواہی کافروں کے تصرف میں پہنچ گئے۔اور گناہوں کے ارتکاب کی سختی اپنوں پر آگئی۔اوراسلام کی لگام مشرکوں کے ہاتھ میں کشادہ کردی گئی۔ اسلام کفر سے بدل گیا۔یہاں تک کہ دین کے فوائد ختم ہوگئے۔اور کفر کا جھنڈا آسمان پر بلند ہوگیا۔اور ایمان کی خرابی کی راہ کھل گئی۔اور غیر مفید چیزوں کی لالچ انسان میں سرایت کرگئی۔یہاں تک کہ خدا کے ساتھ کفر سے بھی بے خبر ہوگیا۔سبحان اللہ (پاک ہے اللہ کی ذات) ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اُولٰئك كالانعام بل هم اضل سبيلا ۔ جانوروں سے زیادہ گمراہ غیر متناہی اسرار کے قرب میں جانے کی گنجائش نہیں۔اور نہ حکمتِ الٰہی کی باریکیوں کے مشکلات میں زبان کھولنے کی مجال ہے۔ مسافر کو پردیس میں سکونت کی کیفیت سے کیا غرض۔ہم اپنے مقام کی جانب جارہے ہیں۔ جو ہمارا مسکن اور ٹھکانہ ہے۔بلند و برتر ہے اللہ تعالیٰ کی شان کہ ایک کافر بچے کو بے سبب ایمان بخشا اور حکومت کے تخت پر اپنے دوستوں پر مسلط کردیا۔یہاں تک کہ کفر غالب ہوگیا اور عالمِ اسلام میں خرابی سرایت کرگئی۔کون جانتا ہے کہ کیا حکمت اس میں ہے۔ہر وجود کی ایک قسمت ہے نہ عابدوں کی عبادت ان کی مددگار ہوئی، اور نہ کافروں کا کفر پا بہ زنجیر ہوا۔نہ عبادت وطاعت سے کوئی فائدہ، نہ کافروں سے کوئی نقصان۔اس پاک ذات سے متعلق ذاتِ صمد کی شان وحکومت کو فائدہ ونقصان سے کیا تعلق ہے۔خواہ حافظِ قرآن ہو یا بت پرست ہو۔اس کی شانِ الوہیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ہزاروں آہ، ہزاروں درد اس کی شانِ بے نیازی کے ایک کرشمہ نے بے شمار جانوں کو جلا ڈالا۔جگروں کو پگھلا ڈالا۔آنکھوں سے خون جاری ہوگیا۔اے محبوب تیرے ایک کرشمہ نے عقل ودین کی راہ ماردی۔اسی کرشمہ سے فریاد ہے کہ اس طرح مارا، افسوس صد افسوس اسلام کا آفتاب گہن میں آگیا اور شریعت کا چاند تاریک ہوگیا۔اللہ تعالیٰ کے حکم کے بموجب تعاونوا علی البر

والتقویٰ۔ اور یا عباد اللہ انصروا اللہ ای انصروا الی دین اللہ کے قضیہ پر ہر مسلمان پر دین کی مدد واجب ولازم ہوگئی۔اگرچہ ہماری نصرت کے اسباب ہماری قدرت میں نہیں ہیں، مگر باطن میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں راتوں کو رجوع ہوکر گڑگڑانا اور فریاد کرنا چاہیے اور حضرت مجیب الدعوات سے رات کی تاریکی کے ازالہ کی درخواست کرنا چاہیے ؎

چوں ندادی شادی از وصل یار   خیز بر خود ماتم ہجراں بدار

جب تجھے وصالِ یار کی خوشی حاسل نہیں تو اُٹھ اور اپنی جدائی کا ماتم کر۔فقیر کو اپنی دعاؤں میں خود کے ساتھ شامل رکھیں۔اگرچہ سفر میں ہوں۔میرا ربّ جانتا میری روح کا پرندہ اسی طرف پرواز میں ہے۔

مکتوب دھم (۱۰)

(برائے ارادت)

تمام حمد اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے بیعت کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت قرار دیا۔اس حیثیت سے کہ فرمایا: اذیبایعونك تحت الشجرة (جس وقت کہ لوگ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کررہے تھے) اور مشائخ کرام نے بیعت کو قاضی الحاجات کی تربیت میں پہنچنے کا وسیلہ اور رضائے الٰہی اور سعادتِ ابدی کے پانے کا ذریعہ قرار دیا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یا ایھا الّذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔ (اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ تلاش کرو) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: ما الوسیلۃ یا رسول اللہ! یا رسول اللہ وسیلہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: التقرب الی الفقراء والدنوا منھم ۔ فقرا سے قریب ہوجانا۔اور کمالِ تقرب ارادت کی بنیاد پر ہے۔اس لیے کہ ارادت کی شرط یہ ہے کہ مرید اپنے شیخ سے دل میں ایک لحظہ کے لیے بھی غافل نہ ہوا۔اور اپنے پیر کی ولایت کو سارے مکان وزمان میں محیط مشاہدہ کرلے۔اور درود نازل ہو اس کے رسول پر جس نے دین کے ارکان کی تائید

فرمائی۔ مضبوط کیا علما کی اتباع اور مشائخ کی اقتدا کے ذریعے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کے علما بنی اسرائیل کے انبیا کی طرح ہیں۔ نیز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیخ اپنے مریدوں میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی اُمت میں ہے۔ پس ارادت سعادتوں کا سبب اور سیادت کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی توفیق بخشے۔ آمین

پس اے میرے بھائی! اللہ تعالیٰ تمہارے شان بڑھائے اور غلطیوں سے محفوظ رکھے اور دین کے ارکان مضبوط کرے اور راہِ حق میں تمہارے قدموں کو استقامت بخشے۔ تمہاری تحریر قبول فرمائے اور تمہارے اعتقاد کو ثبات عطا کرے۔ تمہارے اجر میں زیادتی فرمائے اور تمہیں بہتر اجر عطا فرمائے۔ تم پر نازل شدہ اسرار کی حفاظت ارکان کے تحفظ کے ساتھ لازم وواجب ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو دنیا کے غموں میں غرق ہوا اللہ تعالیٰ اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ آرزو کی کس وادی میں ہلاک ہوگیا۔ مشائخ نے فرمایا: توحید یہ ہے کہ اپنے تمام مقاصد وارادے کو ذاتِ واحد کی جانب پھیر دے۔ نیز فرمایا اپنے سارے ارادے اسی ایک ذات کی جانب کردو۔ مشائخ نے فرمایا کہ فقیر کی عبادت یہ ہے کہ ماسویٰ اللہ کے خیال کی نفی کردے۔ اور حق تعالیٰ کی یاد کو ثابت رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اپنے ربّ کے نام کو یاد کیجیے اور اُسی کی جانب اپنا رُخ موڑ دیجیے۔ یعنی صرف اللہ ہی کی جانب رُخ ہو۔ غیر اللہ کی جانب کبھی رُخ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَفِرُّوا اِلی اللہ۔ اللہ ہی کی جانب بھاگو۔ یعنی سارے غیر اللہ سے منہ موڑ کر اللہ کی جانب اپنا رُخ کرلو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من انقطع الی اللہ کفاہ اللہ کل مؤنۃ و رزقہ من حیث لا یحتسب و من انقطع الی الدھر وکلّہ اللہ الیھا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی جانب اپنا رُخ کرلیا، اللہ تعالیٰ اس کے تمام بوجھ کے لیے کافی ہوا۔ اور بے سان و گمان اُسے روزی عطا فرمایا اور جس نے زمانے کی جانب اپنا رُخ کیا اللہ تعالیٰ نے اُسے اسی کے سپرد کردیا۔

پس فقیر دنیا کی جانب متوجہ نہیں ہوتا ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوجاتا ہے۔

اے اللہ میرے لیے یہ عزت کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں۔ اور میرے لیے یہ فخر کافی ہے کہ تُو میرا مولیٰ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو محمد اور ان کی آل پر (صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ تنبیہ ونصیحت ہے عقل والوں اور بصیرت والوں کے لیے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں موت سے پہلے تنبیہ کی اور موت کے بعد بخش دیا۔ اور تم کو جو وظائف واوراد اور مشائخ کے شجرے چاہیے تو فقیر نے اپنے رسالہ "انیس الغربا المسمیٰ بمونس الفقراء" میں مختلف اقسام کے وظائف اور اوراد جمع کردیا ہے۔ اور اس میں مسنون ریاضات ومجاہدات مذکور ہیں، تمہارے لیے بھیج دیا ہے۔ تاکہ تم اپنی طاقت ورغبت سے اُسے اختیار کرلو۔ جو سالک کے لیے ضروری ہیں۔ نمازِ اشراق اور اس کی دعائیں اور نمازِ چاشت اور اوّابین۔ نماز حفظ الایمان اور نمازِ تہجد، نمازِ سعادت، نمازِ محبت، نمازِ قربت، نمازِ تسبیح۔ ساری چیزیں اس کتاب میں تحریر کردی گئی ہیں۔ اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور اُسی سے مدد چاہنا ہے اور اُسی پر بھروسہ ہے۔ بس اسی ایک خط پر بات ختم کی جاتی ہے اس لیے کہ آنکھیں کمزور ہیں اور بڑھاپا طاری ہے۔ تم پر اور تمہارے پاس والوں پر سلام ہو۔

مکتوب یازدھم (۱۱)

شیخ المشائخ قاضی شمیم کو فقیر حقیر خاک پائے صغیر وکبیر فقیر زادہ نور کی جانب سے اخلاص کے ساتھ کثیر دعا وسلام پہنچے۔ حال کے بدلنے والے کے فضل سے حالات لائق شکر ہیں۔ للہ الحمد علیٰ ذالک۔

اے بھائی خط لکھنے کی غرض یہ ہے کہ وہ تخت جو بادشاہ کے لیے سنوارا گیا ہے اگر اس تخت پر گھوڑا اور گاؤخر اور بکریاں باندھیں اور اس پر غلہ اور دوسری چیزیں رکھیں تو گمان ہوگا کہ اسی کی حاجت ہے اور لوگوں کو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ یقیناً تمام عقلا اس میں بے

وقوف اور احمق ہیں، اس لیے کہ یہ مقام کسی اہم مقصد کے لیے ہے بلکہ ایسا کرنے والا شخص بادشاہ کے نزدیک قہر وغضب اور سزا کا مستحق ہے۔ بادشاہ کی غیرت ایسے ذلیل شخص کو اہل بصیرت کی عبرت کے لیے دنیا میں ذلیل ورسوا کر ڈالے گی۔ بخلاف دوسرے جرم (خیانت) کے جو اس سے کمتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ شرک کرنے والے کو نہیں بخشے گا اور اس کے علاوہ گناہ جسے چاہے بخش دے گا۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ سے پلک جھپکنے کے برابر غفلت عارفوں کے نزدیک شرک باللہ ہے۔

وہ تخت دل ہے کہ حق تعالیٰ نے اُسے اپنی ذات کی معرفت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ نہ کھیتی باڑی، گاؤخر اور خس وخاشاک، دنیا اور زید بکر کا غم کھانے کے لیے۔ عارفوں کے نزدیک ایسا دل کباڑ خانہ ہے، دل نہیں ہے۔ جس میں غم حق کے سوا ہو اس کے دل ہونے کا دعویٰ مت کر۔ حریمِ حق کے دیار میں غیر کا گزر نہیں ہے۔ دل اس لیے نہیں کہ اس میں گاؤخر اور گھر کے سامان ہوں۔ عارفوں کے نزدیک دل وہ ہے جس میں صرف اللہ کی معرفت، محبت اور اس کا ذکر ہو۔ اس کے سوا دوسری چیزیں حرام ہیں حدیث کے حکم کے مطابق جیسا کہ سیّد عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا قلبُ المومن حرم اللہ وحرام علی حرم اللہ ان یلج فیہ غیر اللہ۔ مومن کا دل اللہ کا حرم ہے اور حرم پر حرام ہے کہ اس میں غیر اللہ داخل ہو۔

آن بود دل کہ وقت پیچا پیچ   جز غم حق در و نیابی ہیچ

دل وہی ہے جو انتہائی دشواریوں کے وقت بھی اس میں اللہ کے غم کے سوا کوئی نہ ہو میں نے دل سے دنیا وآخرت کا غم نکال باہر کر دیا۔ یہ گھر یا تو اس میں دنیا کا سامان ہو یا صرف دوست کا خیال ہو، دونوں ایک ساتھ نہیں جمع ہو سکتے۔ کتابوں میں ہے کہ حق تعالیٰ نے عالم کو اپنی قدرت کے اظہار کے لیے بنایا اور دل کو اپنی ذات کی معرفت کے لیے پیدا کیا۔ حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کنتُ کنزا مخفیا فاحببت آن اُعرفَ فخلقت الخلق۔ ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔

اے عزیز، دل انوارِ الٰہی کے نازل ہونے کی جگہ ہے، بے شمار نعمتوں کی کان ہے۔ اور معرفتِ الٰہی کا محل ہے۔ اگر اُسے فانی دنیا کی مردار چیزوں کی محبت میں مشغول اور ملوث اور گاؤخر سے ناپاک کر ڈالا کہ شاہی تخت پر بٹھایا، تو اس سعادتِ ابدی اور دولتِ سرمدی سے بے بہرہ اور محروم ہو جاؤ گے۔ صرف زبان اور اعضا جوارح کے عمل پر اکتفا کر کے دل کے تخت پر غیروں کو بٹھاؤ گے تو یقیناً کل قیامت میں حق تعالیٰ کو اپنے مخالف دیکھو گے۔ اور خود میں پیچ وتاب کھاؤ گے۔ چنانچہ مقتدائے دوجہاں ﷺ نے اس حال کی خبر دی ہے: قال علیہ السلام مَن ذکر اللہ وَقلبہ شاہٍ عَنِ اللہ فَاللہ خصیمہ یوم القیامۃِ۔ سیّد عالم ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کا ذکر کیا حالانکہ اس کا دل اللہ سے غافل ہے تو قیامت میں اللہ اس کا دشمن ہوگا۔

قال علیہ السلام لَعَنَ اللہُ جسَدًا قائمًا بَیْنَ یدَی اللہِ ولیس معہ قلبٌ۔ سیّد عالم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس جسم پر لعنت فرمایا جو اللہ کے حضور کھڑا ہوا اور حال یہ ہے کہ اس کا دل اس کے ساتھ نہیں ہے۔ بے چارہ خدا سے مخاصمت کی طاقت رکھتا ہے کہ اس کا دل غیر اللہ میں مشغول ہو اور زبان خدا کے ذکر میں ہو۔ اور بے حضوری قلب نماز ادا کر رہا ہو۔ کل قیامت میں وہ ذکر اور بندگی گناہوں میں شمار ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بدا لَهم مِنَ اللہ لم یکونوا یحتسبون۔ ظاہر ہوگی اللہ کی جانب سے ایسی چیز جس کا ان کو گمان بھی نہ ہوگا۔

لوگ دنیا میں اس گمان میں ہیں کہ وہ نیکیاں کر رہے ہیں حالانکہ کل قیمت میں وہ گناہوں کی شکل میں ظاہر ہوں گی۔ یعنی جس بندگی کو وہ رضاء الٰہی اور اس کی قربیت کا سبب جان رہے ہیں وہ طاعت وبندگی رب سے دوری اور غضب کا سبب ہوگی۔ جسے ہم رحمت الٰہی کا سبب جان رہے ہیں وہ قیامت میں سزا وعذاب کا سبب ظاہر ہوگی۔ افسوس صد افسوس غیر گمان کرنے والے پردہ اُٹھنے کا انتظار کرے۔

خواجہ پندارد کہ دارد حاصلے   حاصل خواجہ بجز پندار نیست

خواجہ گمان کرتا ہے کہ کچھ حاصل کرلیا ہے، حالانکہ خواجہ کا حاصل صرف گمان ہی گمان ہے۔ روشن نگاہ والے اس معاملہ میں خون کے آنسو رو رہے ہیں اور عارفوں کے جگر اس نکتہ میں جلے، بھُنے ہوئے ہیں۔ جب نگاہوں سے غبار دور ہوگا اس وقت دیکھ لوگے کہ تیرے نیچے گھوڑا ہے یا گدھا ہے۔

فردا چو خروس عقل برد معلوم شود کہ ماکیانم

کل جب عقل کا مرغ پرواز کرجائے گا، اس وقت معلوم ہوگا کہ میں مرغی ہوں۔

اے بھائی اس وقت عارفوں کے نزدیک ذکرِ حق کی شرط یہ ہے کہ غیر حق کو دل سے دور کرو اور ذکرِ حق کے وقت خود کو فراموش کردو۔ اس وقت تم ذکرِ حق کے لائق ہوسکو گے اور مقربِ حق ہوجاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاذْكُر رَّبَّكَ اِذَا نَسِيتَ۔ (اللہ کو یاد کرو جب بھول جاؤ) تفسیروں میں ہے: ای اذا نسیت ماسوی اللہ وقیل اذا نسیت نفسك۔ یعنی جب غیر اللہ کو بھول جاؤ اور یہ بھی کہا گیا ہے جب اپنے آپ کو بھول جاؤ اس وقت اللہ کا ذکر کرو۔ فقیر کے پیرومرشد علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔

چناں در اسم اوکن جسم پنہاں کہ میگردد الف در بسم پنہاں

اس کے نام کے ذکر کے وقت اپنے آپ کو اس طرح محو کردو جیسا کہ بسم اللہ کے بسم میں الف پوشیدہ ہے۔ نیز حضرت پیردستگیر قدس سرہٗ سے سنا ہے انہوں نے فرمایا ایک وقت مجنوں کی آستین پھٹی ہوئی تھی اور وہ جسم میں پہنے ہوئے تھا اسی حالت میں مجنوں نے درزی کو آستین سِلنے کو دیا درزی کے سِلنے کے درمیان مجنوں نے درزی سے کہا ذرا ہوش کے ساتھ سِلنا، ایسا نہ ہو کہ آستین کے ساتھ لیلیٰ کو بھی سی دینا۔ درزی نے کہا لیلیٰ اس جگہ کہاں ہے۔ مجنوں نے جواب دیا کہ میں سراپا لیلیٰ ہوں اس لیے کہ مغلوب غالب کے مقابل عدم کے حکم میں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر اور محبت اور اس کا شوق بندہ پر غالب ہوتا ہے اس وقت بندہ اپنے آپ سے فانی اور حق کے ساتھ باقی ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِهٖ۔ اللہ تعالیٰ اپنے معاملہ میں غالب ہے۔ صوفیا کے نزدیک اس مقام کو مقامِ فنا

کہتے ہیں۔

بگذر ز خودار خدایت باید فانی شود اگر بقایت باید

اگر تو خدا کا طالب ہے تو اپنے آپ سے گزر جا۔ اگر بقا چاہیے تو اپنے آپ سے فانی ہوجا۔ اس مقام کو مقامِ محو کہتے ہیں۔

عشق در خود محو خواہد ہرچہ است ورنہ نتواں برد سوئے عشق دست

عشق کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے آپ اور تمام ماسویٰ اللہ سے محو ہوجا۔ ورنہ اس کے بغیر عشق کی جانب ہاتھ نہیں لے جاسکتے۔ (یعنی قدم اس کی جانب نہ بڑھا)

شطحیات کا راز یہی ہے کہ اہل اللہ غلبہ حق کے وقت ان کی زبان سے نکلے ہوئے جو کلمات ہیں، جیسا کہ شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے غلبۂ حق کے وقت سُبحانی مَا اعظم شانی۔ اور حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لیس فی جُبتی سوی اللہ۔ اور حضرت شیخ منصور علیہ الرحمۃ نے فرمایا انا الحق۔ کہا اسی مقام پر ظاہر ہوتے ہیں۔

چو عکس آفتاب بر آئینہ اُفتد آندم ازو پرس نگوید آنہم

جب آفتاب کا عکس آئینہ پر پڑتا ہے، اس وقت اس سے پوچھو تو وہ یہ نہیں کہے گا کہ میں ہوں۔ اے بھائی یہ دولت اسی شخص کو حاصل ہوتی ہے جو دل کو اغیار کے غبار سے پاک کرڈالے اور دل غیروں کی آواز سے خالی کرڈالے۔ عروسِ قرآن کے چہرہ سے نقاب اُسی وقت اُٹھتا ہے جب ایمان کے دارالملک (راجدھانی) کو غیروں کی آواز وشعور سے پاک و صاف کرڈالیں۔ منقول ہے کہ چینیوں اور رومیوں کے درمیان بحث ہوہی تھی، چینیوں کا دعویٰ تھا کہ نقش ونگار بنانے میں مجھ سے آگے کوئی نہیں ہوسکتا۔ اور رومیوں کا دعویٰ تھا کہ صیقل کرنے میں مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوسکتا۔ شدہ، شدہ یہ خبر ملک کے بادشاہ تک پہنچی۔ بادشاہ نے دونوں کو بلا کر ایک کمرہ دیا کہ ایک گروہ ایک دیوار پر نقش ونگار کرے اور دوسرا، دوسری دیوار پر صیقل کرے۔ دونوں کے درمیان پردہ لگادیا گیا۔ جب دونوں کے کام مکمل ہوگئے تو درمیان سے پردہ ہٹا دیا گیا تو رومیوں کی دیوار پر نقش ونگار چینیوں کے نقش ونگار سے زیادہ

خوب صورت دِکھ رہا تھا۔ اس واقعہ میں بڑا راز پوشیدہ ہے۔ (فَہم من فَہم) (سمجھا جس نے سمجھا)۔

جز نقش و نگار ہرچہ بینی — از لوح ضمیر پاک بتراش
باشد کہ بہ بینی اے عراقی — در نقشِ وجود خویش نقاش

نقش ونگار کے سوا جو کچھ دیکھتا ہے، اپنے دل کی تختی کو پاک وصاف کر۔ اے عراقی ہوسکتا ہے کہ تو اپنے وجود کے نقش میں نقش کرنے والے کو دیکھے۔

اے بھائی ہر نعمت دوست کے بغیر مصیبت ہے اور ہر راحت دوست کے بغیر جراحت ہے (زخم) اور ہر لذت دوست کے بغیر ڈنک ہے۔ جب تک دوست گود یا بغل میں نہ ہو کسی نعمت سے تو فائدہ نہیں حاصل کرسکتا (یعنی کسی نعمت سے پھل نہیں کھا سکتا) فقیری کا جھونپڑا دوست کے ساتھ جنّت ہے اور بغیر دوست کے باغ وحشمت و مالداری کے سر پر خاک ہے۔ فَإِن اللہ معك فمن تخاف وان كان اللہ عليك فمن ترجوا۔ جب اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ہے تو پھر ڈر کس کا ہے۔ اور جب اللہ تیرے ساتھ نہیں ہے تو پھر تو کس سے امید رکھتا ہے۔

چوں دوست موافق است سعدی — سہل امدت جفائے ہر دو عال

سعدی جب دوست اپنے موافق ہے تو دونوں عال کی مصیبت وظلم آسان ہے۔

اگر دوست کے بغیر تم کو دونوں جہاں کی دولت ملے تو اس کی جانب توجہ نہ کر۔ اور حضور سیّد عالم ﷺ کی پیروی میں قدم رکھ۔ سیّد عالم ﷺ نے فرمایا: دنیا اور آخرت تمہارے لیے ہے اور مولیٰ ہمارے لیے ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر اور شوق ومحبت تیرے دل میں ہو اور بیزاری کا خط کونین پر نہیں کھینچے تو یقیناً تو کم ہمت اور کاہل بندہ اور نامرد ہوگا جب تو قل ھو اللہ جیسا مونس رکھتا ہے تو ماسویٰ اللہ کے گرد خط کھینچ ڈال۔ اے بھائی جب تک دل غیر حق سے صاف اور اپنا کام درہم برہم نہیں کرے گا اور غیر اللہ کی خاشاک میں آگ نہیں ڈالے گا بخدا ہرگز دنیا کے غموں سے الدُّنیا کلّھا غمومٌ (ساری دنیا صرف غم ہے)

نجات نہیں پائے گا اور زندگی میں راحت وسکون نہیں دیکھے گا۔

تا در نزنی بہرچہ دار آتش — ہرگز نشود حقیقت وقت تو خوش

جو کچھ تو رکھتا اُسے جب تک آگ میں نہیں ڈالے گا اُس وقت تک حقیقتاً تیرا وقت بہتر نہیں ہوگا۔

مارا خواہی خطے بعالم درکش — کاندر یک دل دو دوستی ناید خوش

مجھ کو چاہتا ہے تو عالم کے گرد خط کھینچ ڈال اس لیے کہ ایک دل میں دو دوست اچھا نہیں ہے۔

اے عزیز زندگی کا حاصل صرف اُسی وقت ہے کہ حق تعالیٰ کی محبت سے دل لبریز ہو۔ اس کے غم کا گھونٹ پیے اور آہ کے شوق میں جوش وجذبہ ہو۔ اور اُسی کے درد میں گڑگڑانا چاہیے ایسے وقت ہزار جان فدا کر۔

روز یکہ بود دلت از جانا پُردرد — شکرانہ آں جاں فدا باید کرد

جس دن تیرا دل محبوب کے درد سے بھرا ہو، اس دن کے شکر میں جان فدا کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں قلب سلیم اور صراطِ مستقیم عطا فرمائے۔ (آمین)

مکتوب دوازدھم (۱۲)

بے مرض کا مریض، بے علت کا علیل، بے ملت کا فقیر، بے مال کا غنی، بے کمال کا ناقص فقیر بے چارہ غمگین نور مسکین کی جانب سے جان ودل کے اشتیاق کے ساتھ کثیر دعا و سلام پہنچے۔

اس بے حال فقیر کا حال اس جملہ سے ظاہر ہے: يَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لسانی۔ (تنگ ہوتا ہے میرا سینہ اور نہیں بولتی ہے میری زبان)

امیر علی اور اُن کے خدام سے دعائے مخصوص کی اُمید ہے۔ والسلام

انتظار موت سے زیادہ دشوار ہے ؎

منتظر روز و شب بر سرِ راہِ اُمید　　تا کہ کسے گویدم خیز کہ جاناں رسید

اُمید کی راہ پر رات دن منتظر ہے۔ یہاں تک کہ کوئی کہے اُٹھو کہ محبوب آ گئے۔

وصال کا خرمہ وجود کے کانٹے کے ساتھ لذت نہیں دیتا ہے۔ اے اللہ میرے ہر سِرّ (روح) سے میرے شر کو دور فرما دے۔ بس اتنی درخواست ہے کہ بہتر حال کے ساتھ درمیان سے اُٹھالے۔ والسلام

مکتوب سیزدھم (۱۳)

السلام علیکم۔ اے صالح، عال، عامل، پاک وصاف بھائی اللہ تعالیٰ تمہاری شان کو برائیوں سے بچائے، اصلاح فرمائے۔ تمہارا خط پہنچا، نفع بخش دوا اور مرض کے دور ہونے کے سلسلے میں جو کچھ تم نے تحریر کیا ہے سمجھ لیا گیا۔ یہ باتیں مشہور حدیث سے ثابت ہیں۔ جو شافع محشر ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَاخلق الله داءً الاخلق لَه دواءً۔ نہیں پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی مرض مگر اس کی دوا بھی پیدا فرمایا۔ پس لفظ داءً اور دواء کا اطلاق دائ ظاہر و باطن اور دوا ظاہر و باطن دونوں کو شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فِی قُلُوبِہِم مرضٌ۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ بایں سبب اللہ تعالیٰ نے ظاہر مرض کے علاج کے لیے ماہر اطبا کو پیدا فرمایا اور مرض باطن کے علاج کے لیے مشائخ صادق کو پیدا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہم قول و فعل میں لغزش و خلل سے تحفظ کا سوال کرتے ہیں۔ ہم کہیں گے قلب کا نیکی سے اسباب ظاہر کی جانب پھرنے کی دوا، قطع نظر ان اسباب و نظر سے جو مسبب کی جانب ہے، یہ ہے کہ قلب کا اس بات پر یقین کرنا اور مستحکم ہو جانا کہ افعال الٰہیہ اسباب و علل سے متعلق نہیں ہوتے۔ کیونکہ اسباب حادث ہیں اور افعال الٰہیہ قدیم ہیں، پس افعال اسباب و علل سے پاک ہیں۔ پس اگر بندہ اسباب ظاہر پر اعتماد کرتا ہے تو اس کا قلب اس سے نہیں پھیرا جائے گا۔ ایسا ہی میرے شیخ نے رہنمائی فرمائی ہے۔ ان کا قول ہے رزقُ العوام فی یمینھم و رزق

الخواص فی یقینھم۔ عوام کا رزق ان کے یمین یعنی ان کی کمائی میں ہے اور اسباب ظاہر میں غور و فکر کرنے میں ہے اور خواص کا رزق خداوند قدوس پر یقین رکھنے میں ہے۔ محقق صوفیا نے اسباب ظاہر کو اپنے حال کے پوشیدہ رکھنے کے لیے اختیار فرمایا ہے۔ تاکہ عوام الناس کے درمیاں امتیازی حیثیت نہ ظاہر ہو۔ عُجب کی آفت سے بچنے کے لیے (عُجب خود پسندی) بعض مشائخ نے فرمایا عوام الناس میں مل کر رہو۔ حضور سیّد عالم ﷺ کے ارشاد پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اِنَّ اللہَ یُحب ان یوتی اخصہ کما یحب ان یوتی اعمہ۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص کو اسی طرح عطا کرنا پسند کرتا ہے جس طرح عوام الناس کو دینا پسند کرتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ دشمن کے مقابل ہتھیار اُٹھانا، چوروں سے بچنے کے لیے دروازہ بند کرنا، اونٹ کا باندھنا متوکل کی شان ہے وہ توکل کے دائرہ سے باہر نہیں ہوتا ہے اور اس میں غور و فکر سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان رکھنا پوشیدہ اسباب اور دشوار معاملہ میں آسانی واصل الی اللہ کی نشانی ہے جب دیکھو کہ وہ دونوں حالتوں میں اللہ کے ذکر میں مشغول ہے۔ والسلام

پنڈوا کی سرزمین پر اشاعتِ علم دین کی نشاۃ ثانیہ
مخدوم اشرف مشن کا قیام اور اس کے تحت چلنے والے اِدارے

پنڈوا کی سرزمین جو آٹھویں صدی ہجری سے گیارھویں صدی ہجری تک علم وعرفان کا گہوارہ رہ چکی ہے۔ جہاں سے دین حق کی اشاعت کا سلسلہ پورے بنگال، سری لنکا، برہما اور تمام جزائر تک پھیلا ہوا تھا۔ اور بزرگانِ چشت اہلِ بہشت کے فیضان وکرم سے مالا مال ہوتا رہا۔ مسلمانوں کے سیاسی زوال کے بعد سے دھیرے دھیرے یہ گہوارۂ علم وعرفان گوشۂ گمنامی میں چلا گیا۔ یہاں تک کہ تیرھویں چودھویں صدی ہجری میں بہت کم لوگ اس سے واقف رہے۔ چودھویں صدی کے ابتدا میں خانوادۂ اشرفیہ کے ایک مردِ حق آگاہ جن کے سینے میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع فروزاں تھی، دین حق کا درد اور دین حق کی اشاعت کا جذبہ موجزن تھا۔ جس نے بنگال کی سرزمین کو حق کی اشاعت کے لیے اپنا میدانِ عمل بنایا۔ اور پورے بنگال میں مشقت بھرا سفر برداشت کرتے ہوئے گاؤں گاؤں، دیہات دیہات کہ جہاں اسبابِ سفر بھی منقطع تھے۔ ایسی جگہوں پر بھی اس مردِ حق نے خدا اور رسول کے پیغام پہنچائے۔ اور بہت سے غیر مسلموں کو بھی داخلِ اسلام کیا۔

وہ مردِ حق آگاہ، عاشقِ رسول، رہبرِ شریعت وطریقت حضرت علامہ سید شاہ ابوالفتح مجتبیٰ اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مقدس ذات ہے جو اپنی زندگی کی آخری سانس تک اس راہ میں جدوجہد فرماتے رہے۔ اور بنگال ہی کی سرزمین پر تبلیغ دین حق کرتے ہوئے آپ نے آخری سانس لی۔ اور پنڈوا کی سرزمین پر حق کا ایک مستحکم ومضبوط قلعہ مخدوم اشرف مشن کی ۱۹۹۳ء میں بنیاد ڈالی اور ۱۹۹۸ء میں تبلیغ وتعمیر کا کام جاری رکھتے ہوئے اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی کی جانب حکمِ رب پر لبیک کہتے ہوئے روانہ ہو گئے۔ اور اس عظیم مشن کا عظیم بار اپنے سعادت مند فرزند وجانشین مولانا سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی الجیلانی

المعروف بہ قادری میاں کے کاندھوں پر رکھ گئے۔ جو بحمدہٖ تعالیٰ اس مشن کو آگے بڑھانے میں اپنے والد بزرگوار کے طریقے پر چلتے ہوئے اپنی پوری زندگی وقف کر دی ہے۔ اور شب وروز اس کی ترقی کے لیے جدوجہد جاری وساری ہے۔ ربّ کریم بطفیل رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم انھیں کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔ آمین

حضرت بانیِ مشن مخدوم اشرف نے اپنی موجودگی میں مشن کی عمارت کا ایک حصہ پہلی منزل تعمیر کر دیا۔ اور دوسری منزل کی ابتدا کر کے مابعد والے کے لیے چھوڑ گئے۔ مخدوم اشرف مشن کے تحت چلنے والے ادارے میں اوّل جامعۃ العلائیہ جلالیہ اشرفیہ ہے، جو حضرت علیہ الرحمہ نے قائم کر کے درسِ نظامیہ کا مکمل کورس کا انتظام فرمایا۔ نیز آپ نے اپنی موجودگی میں سعد اللہ پور مالدہ میں شعبۂ حفظ سراج المجتبیٰ کے نام سے قائم فرمایا، جس میں حفظ وقرأت کی تعلیم جاری ہے۔ تقریباً دوسو ۲۰۰ بچے زیر تعلیم ہیں۔ اور خانقاہِ سراجیہ اشرفیہ قائم کیا۔ یہ دونوں ادارے ۱۹۸۳ء میں قائم کیے گئے۔ نیز اپنی حیات ہی میں اشرف الاولیاء ڈسپنسری ریسرچ سینٹر اور اشرف الاولیاء موبائل ریسرچ سینٹر قائم فرمایا۔ اور N.C.P.U.L قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان چل رہا ہے۔ ہیومن ریسورس ڈیولپمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا کے تحت چل رہا ہے۔ کمپیوٹر اے پی کمیشن، اِن سافٹ ویئر اینڈ ہارڈ ویئر ٹیکنالوجی امسال سے چل رہا ہے۔ ڈیپارٹمنٹ آف عربی اینڈ اردو کی تعلیم جاری ہے۔

اشرف الاولیاء انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی

اگنو سینٹر۔ اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی کا سینٹر۔ جامعہ جلالیہ جہاں سے گریجویشن اور پوسٹ گریجویشن کا امتحان پاس کر کے ڈگری حاصل کی جاسکتی ہے۔

ایضاً چھ ۶ ماہ کا ایک ڈپلوما کورس ایسا ہے جن کے پاس کوئی ڈگری نہیں ہے۔ اگر وہ چھ ماہ کا کورس کر لیں تو یہ انٹرمیڈیٹ کی ڈگری کی ویلیو ہو جاتی ہے۔

ایضاً مالدہ شہر میں محلہ حیدر پور میں نورین ایجوکیشنل سینٹر آفسیٹ پریس اور کوچنگ

سینٹر سول سروس کے لیے مجبور لڑکوں اور ذی استطاعت لڑکوں کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ تعلیم جاری ہے۔

خانقاہِ اشرفی جس میں صوفی ازم کی تعلیم وتربیت ہوگی، اس کی عمارت زیر تعمیر ہے۔ ان شاء اللہ جلد ہی اس کا سلسلہ جاری ہو جائے گا۔

مخدوم العالم ہومیو پیتھ ریسرچ سینٹر۔ اشرف الاولیاء موبائل ریسرچ سینٹر مالدہ شہر کے اندر اس کے لیے عمارت زیر تعمیر ہے۔ جلد ہی یہ بھی شروع ہونے والا ہے۔

خانقاہِ جلالیہ علائیہ اشرفیہ، یہ سب این جی او مخدوم اشرف مشن جس کا رجسٹریشن نمبر ایس/79655 ۹۶-۱۹۹۵ء

مزید تفصیل جن حضرات کو معلوم کرنا ہو، مخدوم اشرف پنڈوا شریف ضلع مالدہ میں مشن آفس جا کر معلوم کرلیں۔